Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2015

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 62

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 19

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر
امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

28 جمادی الثانی 1434 ہجری قمری 9 ہجرت 1392 ہش 9 مئی 2013ء

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اِنۡ رَاَیۡتَ یَوۡمَئِذٍ خَلِیۡفَۃَ اللّٰہِ فِی الۡاَرۡضِ فَالۡزِمۡہُ وَاِنۡ نُہِکَ جِسۡمُکَ وَاُخِذَ مَالُکَ۔ یعنی اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔‘‘

(مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفۃ بن الیمان حدیث نمبر 22916)

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ○ (سورۃ النور:56)

ترجمہ ’’اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے وہ ان کے لیے اُسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لیے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔‘‘

(تفسیر صغیر از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عَنۡ حُذَیۡفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ تَکُوۡنُ النُّبُوَّۃُ فِیۡکُمۡ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنۡ تَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُہَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنۡہَاجِ النُّبُوَّۃِ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنۡ تَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُہَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ مُلۡکًا عَاضًّا فَتَکُوۡنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنۡ تَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُہَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ مُلۡکًا جَبۡرِیَّۃً فَتَکُوۡنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنۡ تَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُہَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنۡہَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 273۔ مشکٰوۃ باب الۡاِنۡذَارِ وَالتَّحۡذِیۡرِ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علی منہاج نبوت قائم ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا، پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ ظلم ستم کے اس دور کو ختم کردے گا جس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی! یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔

ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لیے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسول کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لیے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا کہ دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔‘‘

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6۔ صفحہ 353)

’’تمہارے لیے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔‘‘

(رسالہ الوصیت صفحہ:۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اپنے سب سے پہلے پیغام میں فرمایا:

’’قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔ اور وہی آپ کے لیے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لیے ڈھال ہے۔

۔۔۔۔پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ 30 مئی 2003ء)

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

اداریہ

شری رام چندر جی مہاراج---انسان یا خدا....؟

(قسط:اول)

ہندوستان کے طول وعرض میں ہرسال چیتر مہینہ کی شکل پکش کی نوتاریخ کوشری رام چندر جی مہاراج کا یوم ولادت عقیدت سے منایا جاتا ہے۔شُکل پکش دراصل قمری مہینہ کی رُو سے ہوتا ہے۔ ہندوکیلنڈر کے مطابق چاند کے بڑھنے اور پھر گھٹنے کیلئے الگ الگ نام مقرر ہیں۔ چاند کے نکلنے سے چودھویں کے چاند تک جب کہ چاند روز بروز بڑا ہوتا ہے کیلنڈر کے مطابق ان ۱۴/۱۵ دنوں کوشُکل پکش کہا جاتا ہے جبکہ چاند کے کم ہونے کے مطابق ان دنوں کوکرشن پکش کہا جاتا ہے۔امسال چیتر مہینہ کی شُکل پکش ۱۹/اپریل بمطابق عیسوی کیلنڈر معین ہوئی۔اس لحاظ سے ۱۹/اپریل کے دن ہندوستان میں ہندوؤں کا عظیم تہوار رام نومی منایا گیا۔ چاند کے دنوں میں اختلاف کی وجہ سے بعض ہندو تنظیموں کے نزدیک یہ چیتر کے مہینہ کی نومی بمطابق ۱۸/اپریل تھی لہٰذا انہوں نے ۱۸/اپریل کو رام نومی کا تہوار منایا۔ مثلاً پنجاب کے مشہور شہر جالندھر میں دیوی تلاب مندر کی جانب سے ۱۸/اپریل کو رام نومی منائی گئی اور رام نومی اُتسو کمیٹی نے ۱۹/اپریل کو یہ تہوار منایا۔جس میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ سردار پرکاش سنگھ بادل صاحب اور متعدد سیاسی اور مذہبی تنظیموں کے سربراہ شامل ہوئے۔

شری رام چندر جی مہاراج ہندوستان کی عظیم روحانی شخصیت ہیں۔آپ اپنے زمانہ میں راہ حق سے بھٹکی عوام کوخدا تعالیٰ سے ملانے کیلئے آئے تھے۔اوراس عظیم کام کیلئے آپ نے اپنی ساری زندگی وقف کررکھی تھی۔ ہندوستانی میتھالوجی کے مطابق ہندو مذہب میں بھگوان وشنو کے ۲۴ اوتار گنے جاتے ہیں۔بعض پُرانوں میں ان کی تعداد ۱۰ بھی گنی گئی ہے جو اوتار چار زمانوں یعنی ست یُگ،تریتا یُگ، دواپر یُگ اور کل یُگ میں ہوئے ہیں۔ست یُگ میں وِشنو بھگوان نے متسیہ (مچھلی) دوارہ (خنزیر) اور نرسنگھ (آدمی اور شیر کا مجسم) تریتا یُگ میں شری رام چندر جی کی شکل میں دواپر میں موسومہ شری کرشن جی مہاراج کی شکل میں اوتار لیا جبکہ ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق ایک اوتار ''کلکی'' کا کلیگ میں مستقبل میں ظہور باقی ہے۔

شری رام چندر جی مہاراج کی شخصیت اور آپ کی عظمت کا ہندو مذہب کا ہر فرقہ قائل ہے۔مرورِ زمانہ سے آپ کی زندگی سیرت وسوانح پرت در پرت اندھیروں کے غلافوں میں چھپی ہوئی ہے اور حقیقت افسانہ کا رنگ اختیار کرکے کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہے آج ہندو قوم کی اکثریت شری رام چندر جی مہاراج کو انسان کے درجہ سے اُٹھا کر خدائی کے درجہ پر خیال کرتی ہے۔آیئے شری رام چندر جی مہاراج کی زندگی اور آپ کے مقام ومرتبہ اور عظیم کام پر نظر ڈالیں۔

شری رام چندر جی مہاراج کی زندگی کے حالات جاننے کا سب سے بڑا ذریعہ ''رامائن'' نام کی کتاب ہے۔رامائن کے مشہور مفسر پنڈت رام کنکر اُپادھیائے کے مطابق مختلف زبانوں میں ۳۰۰ سے زائد رامائن دنیا بھر میں مشہور ہیں۔فادر کامل بُلکے نے اپنے پی ایچ ڈی مقالہ ''رام کتھا شروعات اور ترویج'' میں رامائن یا رام کتھا کی ایک ہزار سے زائد کتھاؤں کا ذکر کیا ہے۔''تقریباً سبھی تاریخ دان یہ قبول کرتے ہیں کہ رامائن کی موجودہ صورت ۵۰۰ قبل مسیح مکمل ہو چکی تھی اور بعدہ اُس میں تحریفات واضافے جڑتے چلے گئے۔''

(سنسکرت ساہتیہ (ادب) کی تاریخ مؤلفہ واچسپتی گوریلا ناشر چوکھمبہ ودیا بھون وارانسی تاریخ طبع ۱۹۹۷ صفحہ ۱۸۷)

رامائن کے بہت سارے نسخے اور اس نام کی تصانیف مشہور ہے ہیں مثلاً والمیکی رامائن۔تلسی داس کی رامائن۔ ناروکی ''سنوت رامائن''''اگستیہ کی اگستیہ رامائن، لوش کی ''لوش رامائن''۔اسی طرح کچھ نامعلوم مصنفین کی رامائن بھی بہت مشہور ہیں۔''سوریہ رامائن''چمپو رامائن وغیرہ وغیرہ۔ان کے علاوہ مزید دو رامائن بہت مشہور ہیں۔آدھیاتم رامائن۔دوسری ادبھوت رامائن۔

ان ساری ساری رامائنوں میں سے دو رامائنیں بہت زیادہ مقبول اور مشہور ومستند مانی جاتی ہیں۔اوّل والمیکی کی رامائن جو سنسکرت زبان میں ہے۔دوسری تلسی داس جی کی رامائن جو اودھی زبان میں لکھی گئی۔

منی والمیکی جی کے نام سے ملنے والی ''رامائن'' کے اس وقت سات حصص اور ۲۴۰۰۰ شلوک ہیں۔ہر حصہ شرگ کہلاتا ہے۔والمیکی رامائن کے جو پرانے ہاتھ سے لکھے ابتدائی نسخے ملتے ہیں اُن کا تجزیہ کرنے پر موجود والمیکی رامائن کی تفصیل مطابقت نہیں رکھتی۔والمیکی رامائن کے اس وقت چار الگ الگ نسخے اور مطبوعات مستند اور موجود ہیں۔

(۱) **اُودِ چیئے**:۔ گجراتی پرنٹنگ پریس ممبئی اور نرنیئے Nirnaya پریس ممبئی سے شائع شدہ یہ نسخہ زیادہ معروف اور مستند ہے۔اس پر ناگیش بھٹ کی مشہور تفسیر ''رامیہ یا تفسیر ٹیکا ہے۔

(۲) **گَوڑیا**: دوسرا نسخہ ڈاکٹر جی گوری سیو (G.Gorresie) نے ۱۸۴۳۔۱۸۶۷ کے درمیان میں

ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ مئی ۲۰۱۱ء میں خلافت احمدیت کے ساتھ خدائی تائید ونصرت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''پھر خلافتِ خامسہ کا دَور ہے۔اِس میں بھی حسد کی آگ اور مخالفت نے شدت اختیار کر لی۔ کمزور اور نہتے احمدیوں پر ظالمانہ حملے کر کے خون کی ایسی ظالمانہ ہولی کھیلی گئی جنہیں دیکھ کر یہ فرق کرنا مشکل ہوجاتا ہے کہ یہ انسانوں کا کام ہے یا جانوروں سے بھی بدتر کسی مخلوق کا کام ہے۔پھر اندرونی طور پر جماعت کے ہمدرد بن کر جماعت کے اندر افتراق پیدا کرنے کی بھی بعض جگہ کوششیں ہوتی رہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق، اللہ تعالیٰ کی تائید یافتہ خلافت کی زبردست قدرت اس کا مقابلہ کرتی رہی اور کررہی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا مقابلہ کر رہا ہے۔میں تو ایک کمزور ناکارہ انسان ہوں۔میری کوئی حیثیت نہیں لیکن خلافتِ احمدیہ کو اُس خدا کی تائید ونصرت حاصل ہے جو قادر وتوانا اور سب طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔اور اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی وعدہ کیا ہے کہ میں زبردست قدرت دکھاؤں گا۔اور وہ دکھا رہا ہے اور دکھائے گا۔اور دشمن ہمیشہ اپنی چالاکیوں، اپنی ہوشیاریوں، اپنے حملوں میں خائب وخاسر ہوتا چلا جائے گا اور ہو رہا ہے۔''

(ہفت روزہ اخبار بدر ۲۸ جولائی ۲۰۱۱ صفحہ ۵)

کلکتہ سنسکرت سریز سے شائع کیا اور انہوں نے ہی اتالین زبان میں اسے پیرس سے شائع بھی کیا اور جگہ جگہ پر عالمانہ نوٹس لکھے۔

(۳) **پچھم اُتری**:۔اس کو کشمیری نسخہ کہا جاتا ہے۔اس کی طباعت ۱۹۲۳ میں ڈی۔اے۔وی کالج لاہور سے ہوئی۔اس کی زیادہ شہرت مغرب وشمال میں ہے۔

(۴) **داکشی ڑانتیہ**: چوتھا جنوبی نسخہ ہے جو مادھو ولاس بُک ڈپو کُم کوڑم مدراس 30-1929 کے درمیان دو جلدوں میں شائع ہوا۔ گجراتی پرنٹنگ پریس ممبئی کے شائع شدہ نسخہ سے یہ نسخہ الگ ہے۔

ان چاروں نسخوں کے بارے میں رامائن کے علما کے بارے میں بہت اختلاف ہے اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ ان میں سے کون سا نسخہ زیادہ مستند ہے اور کون سا کم۔زیادہ تر علما کا خیال ممبئی اور کولکتہ کے نسخہ کی طرف ہے۔

ایک لمبے زمانے سے رامائن کی تفاسیر بھی لکھی جارہی ہیں۔جن میں مشہور مھیشوری کی لکھی ''رامائن تتو دیپکا'' ہے۔سنسکرت ادب پر رامائن کی کہانی کا گہرا اثر اور چھاپ ہے۔ہر دور کے ادبا اور شعرا نے رامائن اور اس کے کرداروں کو مرکز میں رکھ کر ناول، ڈرامے اور اشعار کہے ہیں۔مثلاً مشہور سنسکرت ادیب ''بھاس'' کا ''ابھیشیک ڈرامہ'' کالی داس کا ''رگھوونش'' بھوبھوتی کا ''اُتر رام چرتر'' وغیرہ وغیرہ۔

شری رام چندر جی مہاراج کی عزت وتکریم، بلند مقام ومرتبہ صرف ہندوستان میں مسلم نہیں ہے بلکہ دنیا کے کئی ممالک میں رامائن اور شری رام چندر جی کو لوگ تقدس کی نظر سے دیکھتے ہیں۔تھائی لینڈ میں اگرچہ بدھ مذہب کے ماننے والوں کی اکثریت ہے لیکن یہاں پر بھی مندروں کی دیواروں پر رام کہانی کے کردار نظر آتے ہیں۔ یہاں کے راجا اپنے نام کے ساتھ ''رام'' کا لفظ عزت کے لیے جوڑتے رہے ہیں۔انڈونیشیا میں رام کہانی پر مشتمل 9ویں صدی کی مشہور تصنیف ''رام کاکبن'' جاوا کے درباری شاعر یوگیشور نے لکھی، جو عوام الناس میں بیحد مقبول ہے۔اسی طرح چین میں ''دشرتھ جاتک'' اور کمبوڈیا کے عالمی ''انگ کوروٹ'' مندر میں رامائن کی کہانی دیواروں پر کندہ ہے۔

قارئین! رامائن اور اس کی تفاسیر کے متعلق اتنی تفصیل دینے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ ہمارے اکثر قاری رامائن کی اس تفصیل کو نہیں جانتے۔لہٰذا ان کے علم میں زیادتی کیلئے یہ تفصیل فائدہ مند ہوگی۔اور انہیں اس امر کا بھی علم ہوگا کہ رامائن کے ان تمام نسخوں میں شدید اختلافات ہے اور علماء خود اس امر کا فیصلہ نہیں کرسکے کہ کون کا نسخہ زیادہ مستند اور فوقیت رکھتا ہے۔لہٰذا شری رام چندر جی مہاراج کی زندگی کے حقائق جاننے کیلئے ایک محقق ان تمام نسخوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔خاکسار اپنے اس مضمون میں مہارشی والمیکی کی لکھی شری مد والمیکی رامائن ''(مطبوعہ گیتا پریس گورکھپور ۲۱ویں اشاعت) کو بنیاد بناتے ہوئے حوالہ جات درج کرے گا کیونکہ والمیکی رامائن کے بارہ میں اکثر علما کا خیال ہے کہ یہ سب سے مستند اور مقبول ہے۔

انشاء اللہ آئندہ قسط میں ہم شری والمیکی رامائن اور شری رام چندر جی مہاراج کی سوانح کے متعلق مزید روشنی ڈالیں گے۔(جاری)

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

خطبہ جمعہ

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے ہیں جو قرآنِ کریم پڑھتے ہیں، اُس کا ترجمہ بھی پڑھتے ہیں، خدا تعالیٰ کے خوف کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ وہ کبھی یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دھتکارے جائیں لیکن اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے جن تعلقات کو جوڑنے کا حکم دیا ہے، اُن کو حقیقی رنگ میں جوڑنے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہ تضاد ہے جو دنیا میں اکثر مسلمانوں کی اکثریت میں نظر آتا ہے۔ ایک خواہش اور دعویٰ کے باوجود نظر آتا ہے۔ اور احمدیوں کے بارے میں بھی ہم سو فیصد نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس تعریف کے اندر آتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مومن کی بتائی ہے۔ پس ہمیں بھی اس بارے میں اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے۔

قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے حوالہ سے باہمی امن، محبت اور رحم کے فروغ کی بابت اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ یکم مارچ 2013ء بمطابق یکم امان 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ ۲۲ مارچ ۲۰۱۳ء کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ

(الرعد: 22)۔ اور وہ لوگ جو اسے جوڑتے ہیں جسے جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے خوف کھاتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اُن تعلقات کے جوڑنے کا فرمایا ہے جن کے جوڑنے کا صرف یہ حکم نہیں کہ جوڑنا ہے بلکہ قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ تعلقات جوڑے اور پھر قائم رکھے۔ یعنی ایک مومن، ایک حقیقی مومن جسے اللہ تعالیٰ نے مومنانہ فراست بخشی ہے، اس بات کا تصور ہی نہیں کر سکتا ہے کہ وہ ایسے کام کرے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف ہوں۔ پس جب وہ ایک حقیقی مومن ہے، اللہ تعالیٰ سے ایک دفعہ تعلق جوڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق اُن تعلقوں کو جوڑتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمائے ہیں تو پھر اُن پر دوام اختیار کرتا ہے۔ فرمایا کہ ایک صاحبِ عقل اور حقیقی مومن کی نشانی یہ ہے کہ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ۔ یعنی وہ اُن تعلقات کو قائم کرتے ہیں جن کے قائم کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حصہ آیت کی وضاحت کرتے ہوئے خلاصۃً اس طرح فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور محبت میں کمال حاصل کر کے اُس کے حکم اور اُس کی ہدایت کے ماتحت مخلوق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور مخلوق سے رشتہ اتحاد و اخوت اور احسان جوڑتے ہیں۔ پھر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور محبت کا کمال اس لئے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ کہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور بُرے حساب سے خوف رکھتے ہیں۔ اپنے ربّ کی خشیت دل میں رکھتے ہیں۔ اور خشیت لغت میں کسی اعلیٰ صفات والی چیز کے کمال وحسن کو پہچاننے کے بعد اُس کے ہاتھ سے جاتے رہنے کے خوف کو کہتے ہیں۔ کہیں میرے ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ یعنی خشیت اُس وقت بولا جاتا ہے جبکہ اُس چیز کی معرفت حاصل ہو جس سے خوف کیا گیا ہے۔ نیز خوف نقصان یا ضرر کا نہ ہو بلکہ اس وجہ سے ہو کہ انسان یقین کرے کہ وہ چیز نہایت اعلیٰ اور عظمت والی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی غفلت کی وجہ سے اُس کا قرب کھو بیٹھوں اور ایک مومن کے نزدیک زمین و آسمان میں سب سے اعلیٰ اور عظمت والی چیز خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 409)

پس اس کے علاوہ نہ کوئی چیز ہے اور نہ کوئی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا تھا کہ مومن اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے اُس کی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے، یہی ایک مومن کی نشانی ہے۔ پس یہ خشیت اور برے حساب کا خوف ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخلوق کے حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے دامن گیر ہوتی ہے اور ہونی چاہئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہی مومن کی نشانی ہے۔ وہ یہ برداشت ہی نہیں کر سکتا کہ خدا تعالیٰ اُس سے ناراض ہو، اُس کو دھتکار دے۔ عموماً یہی کہا جاتا ہے بلکہ ایک حقیقی مومن نہ بھی ہو، تھوڑا سا بھی ایمان ہو تو وہ یہی چاہتا ہے لیکن دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے ہیں جو قرآنِ کریم پڑھتے ہیں، اُس کا ترجمہ بھی پڑھتے ہیں، خدا تعالیٰ کے خوف کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ وہ کبھی یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دھتکارے جائیں لیکن اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے جن تعلقات کو جوڑنے کا حکم دیا ہے، اُن کو حقیقی رنگ میں جوڑنے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہ تضاد ہے جو دنیا میں اکثر مسلمانوں کی اکثریت میں نظر آتا ہے۔ ایک خواہش اور دعویٰ کے باوجود نظر آتا ہے۔ اور احمدیوں کے بارے میں بھی ہم سو فیصد نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس تعریف کے اندر آتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مومن کی بتائی ہے۔ پس ہمیں بھی اس بارے میں اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے۔

اس وقت مَیں صرف مسلمانوں کے اوصاف میں سے بھی صرف ایک وصف کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا بڑا واضح ارشاد ہے کہ مسلمان کی کیا خصوصیت ہے اور اس میں یہ ہونا چاہئے۔ مومن کی خصوصیت میں سے یہ ایک بہت بڑی خصوصیت ہے جو بیان فرمائی گئی ہے۔

اس کے بارے میں پہلے میں عمومی طور پر مسلمان ممالک کے حوالے سے کچھ کہوں گا جہاں علماء اور حکمرانوں نے اسلام اور ایمان کے نام پر اس فرض یا خصوصیت کی پامالی شروع کی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حقیقی مومنین کی یہ نشانی ہے کہ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح: 30) آپس میں بے انتہا رحم، ملاطفت اور نرمی کرنے والے ہیں۔ اس حکم کی یا مومنین کی نشانی کی، جیسا کہ مَیں نے کہا، مذہب اور اسلام کے نام پر جس طرح پامالی ہو رہی ہے وہ کسی ایک ملک میں نہیں بلکہ تقریباً تمام مسلم دنیا میں یہی چیز ہمیں نظر آتی ہے۔ کہیں کم ہے کہیں زیادہ ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک کے ذاتی مفادات اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش پر حاوی ہو گئے ہیں۔

پاکستان کی حالت دیکھ لیں۔ درجنوں روزانہ قتل ہو رہے ہیں۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کر رہا ہے۔ اگر گزشتہ چند سالوں کی قتل و غارت کی تعداد جو آپس کی لڑائیوں اور حملوں کی وجہ سے ہوئی ہے ان کو جمع کیا جائے تو ہزاروں میں ان کی تعداد پہنچ جاتی ہے۔ اس وقت میرے پاس اس کے حقیقی اعداد و شمار تو نہیں ہیں لیکن اخباروں سے پڑھنے سے پتہ لگتا ہے کہ روزانہ درجنوں میں قتل ہو رہے ہیں۔ اور اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ ہر سال خودکش بموں سے سینکڑوں بلکہ شاید سینکڑوں سے بھی تعداد آگے نکلے۔ ہزاروں میں پہنچ گئی ہے۔ لوگ مارے جا رہے ہیں اور یہ سب کچھ خدا کے نام پر اور دین کے نام پر ہو رہا ہے۔ کیونکہ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح: 30) سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی ایک خصوصیت بھی بتائی ہے کہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ (سورۃ الفتح: 30) کہ کفار کے خلاف جوش رکھتے ہیں، اُن کے لئے سختی ہے۔ اس لئے علماء

سمجھتے ہیں کہ اپنی مرضی سے کسی کو بھی کافر بنا کر اُس کے خلاف جو چاہے کرلو۔ ہمیں لائسنس مل گیا۔ جب ایسی سوچ ہو جائے، ایسے معیار ہو جائیں تو کفر کے فتوے لگانے والے خود اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے حکموں کے مطابق کفر کے فتوے کے نیچے آ جاتے ہیں۔

بہر حال پاکستان میں اس لحاظ سے ابھی بظاہر امن کی حالت ہے کہ حکومت اور عوام کی لڑائی نہیں ہے لیکن جن ملکوں میں جنگ کی حالت ہے وہاں جہاں دشمن فوجوں نے بھی ظلم و بربریت کی ہے، وہاں خود مسلمان بھی مسلمان کو مار رہے ہیں۔ مثلاً افغانستان کا جائزہ لیں تو وہاں مسلمانوں نے ہی ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی اور خودکش حملے یا عام حملے شروع کئے ہوئے ہیں۔ افغانستان میں کہا جاتا ہے گزشتہ دس سال میں اس وجہ سے تقریباً پچاس ہزار سے زائد اموات ہو چکی ہیں۔ ان میں غیر ملکی فوجی کم ہیں جو مرے بلکہ فوجی چاہے وہ افغانی بھی ہوں کم ہیں۔ شہریوں کی موتوں کی تعداد زیادہ ہے جو معصوم گھروں میں بیٹھے یا بازاروں میں پھرتے اپنے ہی لوگوں کی بربریت کا نشانہ بن رہے ہیں۔ شام میں، سیریا (Syria) میں تو خالصۃً مسلمان ہی ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں اور کہا جاتا ہے (یہ بڑا محتاط اندازہ ہے) کہ ستّر ہزار لوگ اب تک مارے جا چکے ہیں۔ اکثریت معصوم شہریوں کی ہے۔ مصر میں انقلاب لانے کے بہانے ہزاروں قتل کئے گئے، لیبیا میں ہزاروں لوگ مارے گئے اور ابھی تک مارے جا رہے ہیں۔ عراق میں 2003ء سے اب تک کہا جاتا ہے کہ چھ لاکھ سے زائد لوگ مارے گئے ہیں۔ جنگ بندی کے بعد بھی ابھی تک خودکش حملوں کے ذریعہ سے عراق میں مارے جا رہے ہیں۔ یا ویسے بھی آپس میں لڑائی سے مارے جا رہے ہیں۔ اب اخباروں میں یہ خبریں بھی آ رہی ہیں کہ مسلمان ممالک، باہر کی دوسری حکومتیں بھی طاغوتی اور شیطانی طاقتوں یا قوتوں کا آلۂ کار بن کر آپس میں یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ مثلاً دو دن پہلے شام کے حوالے سے یہ خبر آئی تھی کہ سعودی عرب یورپ کے ایک ملک سے اسلحہ لے کر شام میں جو مخالفین کا حکومت مخالف گروپ ہے، اُس کو سپلائی کر رہا ہے اور ان لوگوں میں شدت پسند لوگ بھی شامل ہیں۔ اگر ان کو حکومت مل گئی تو عوام مزید ظلم کی چکی میں پسیں گے۔ مصر میں بھی آجکل لوگ یہ نظارے دیکھ رہے ہیں۔ نہ صرف ملک کے عوام بلکہ علاقے کا امن بھی برباد ہوگا۔ اور یہی نہیں بلکہ پھر یہ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ (سورۃ الفتح: 30) کے نام پر دنیا کا امن بھی برباد کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگر مسلمان ممالک کسی ملک میں ظلم ہوتا دیکھ رہے ہیں تو صحیح اسلامی طریق تو یہ ہے کہ اسلامی ممالک کی تنظیم بات چیت کے ذریعہ سے غیروں کو بیچ میں ڈالے بغیر امن اور عوام کے حقوق کی کوشش کرتی اور یہ کر سکتی تھی۔ اگر شام میں پہلے علوی سُنّیوں پر ظلم کر رہے تھے تو اب اُس کا الٹ ہو رہا ہے اور اس وجہ سے مسلمان ملکوں کے آپس میں دو بلاک بھی بن رہے ہیں جو خطے کے لئے خطرہ بن رہے ہیں۔ اب اگر عالمی جنگ ہوتی ہے تو اس کی ابتدا مشرقی ممالک سے ہی ہوگی جو گزشتہ جنگوں کی طرح یورپ سے نہیں ہوگی۔ پس مسلمان ملکوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے۔ کاش کہ یہ لوگ اور حکومتیں بھی اور علماء بھی اور سیاستدان بھی قرآنِ کریم کے اس حکم پر عمل کرنے والے ہوتے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (الحجرات: 11) کہ مومن تو بھائی بھائی ہوتے ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کروایا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

یہ لوگ تقویٰ اختیار کرتے تا کہ آپس کے رحم کے جذبات کی وجہ سے رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے رحم سے بھی یہ حصہ لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں مسلمانوں کو رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کا حکم فرمایا ہے تو اس آیت کے آخر پر یہ بھی فرمایا ہے کہ اجرِ عظیم کا وعدہ اُن لوگوں سے ہے، اُن مومنوں سے ہے جو نیک اعمال بجا لاتے ہیں۔ قتل و غارت کی یہ کیفیت جو مَیں نے بیان کی یہ اُن ملکوں کی ہے جہاں بغاوت یا نام نہاد جنگ کی کیفیت ہے۔ نام نہاد میں نے اس لئے کہا کہ بعض بڑی طاقتیں، بڑے ممالک کی فوجوں نے بھی زبردستی اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے وہاں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں اور جنگ کا ماحول بنایا ہوا ہے کہ ہم علاقے کے امن کے لئے آئے ہیں۔ حالانکہ اگر مسلمان پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ پر عمل کرتے، اصلاح کی کوشش کرتے اور اگر کسی وجہ سے فتنہ یا جنگ کی کیفیت ہو ہی جاتی تو فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ پر عمل کرتے کہ پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کروایا کرو۔ تو غیروں کو آنے کی نہ ضرورت ہوتی، نہ جرأت ہوتی۔

بہر حال مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ ان جنگ اور فساد میں ملوث ملکوں کی حالت تو ظاہر ہی ہے لیکن جن ملکوں میں بظاہر امن نظر آتا ہے، وہاں بھی مسلمان مسلمان کی گردنیں کاٹ رہا ہے۔ بنگلہ دیش کو ہی دیکھ لیں۔ حکومت اگر کسی کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کر رہی ہے۔ قانونی طور پر کسی لیڈر کو سزا دی جاتی ہے تو اُس کے ہمدرد یا اُس سے تعلق رکھنے والے کھڑے ہو جاتے ہیں اور مار دھاڑ اور ظلم و تعدی شروع ہو جاتی ہے۔ جو معصوم ہیں ان کا بھی قتل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ تو یہ کونسا اسلام ہے؟ کونسی قرآنی تعلیم ہے جس پر یہ مسلمان عمل کر رہے ہیں۔ جائزے لیں تو یہی نظر آئے گا کہ اس وقت ظلم و بربریت مسلمان ملکوں میں سب سے زیادہ ہے۔ یا اسلام کے نام پر مسلمان اس میں ملوث ہیں۔

یہ مسلمانوں کی یا نام نہاد مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو حقیقی مسلمان کی نشانی یہ بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی وجہ سے اُس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے مضبوط ہوتا ہے اور پھر خاص طور پر مسلمان کے دوسرے مسلمان سے تعلق میں تو ایک خاص بھائی چارے کا بھی تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ یہ بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے کہ جتنی توجہ نیک اعمال کرنے کی طرف اسلام نے دلائی ہے۔ امن، پیار اور محبت کے راستوں کی طرف چلنے کی توجہ اسلام نے دلائی ہے اتنے ہی مسلمان زیادہ بگڑ رہے ہیں۔ اتنے ہی زیادہ ان لوگوں میں ظالم پیدا ہو رہے ہیں۔ عیسائی ملکوں میں دیکھیں تو مسلمانوں کو ہی فتنے کا موجب ٹھہرایا جاتا ہے۔ اُن ملکوں کی جیلوں میں بھی کہا یہ جاتا ہے کہ آبادی کے لحاظ سے اگر نسبت دیکھیں تو مسلمان قیدی زیادہ ہیں۔ تو یہ مسلمانوں کی بگڑی ہوئی حالت ہی تھی جس کو سنوارنے کے لئے مسیح موعود نے آنا تھا اور آیا لیکن یہ کہتے ہیں کہ نہ ہمیں کسی مصلح کی ضرورت ہے اور نہ کسی مسیح کی ضرورت ہے۔ ہمارے لئے جو ہماری تعلیم ہے، یہی کافی ہے۔ اگر تعلیم کافی ہے تو علماء نے اپنے ذاتی اَناؤں اور مقاصد کے لئے یہ جو مختلف قسم کے گروہ بنائے ہوئے ہیں یہ کس لئے ہیں؟ ان کو صحیح اسلامی تعلیم پر کیوں نہیں چلاتے۔ کیوں اتنی زیادہ گروہ بندیاں ہیں اور ایک دوسرے کو پھاڑ ڈالنے پر تلے ہوئے ہیں۔ کیوں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ادراک نہ خود حاصل کرتے ہیں نہ اپنے پیچھے چلنے والوں کو کرواتے ہیں کہ وَیَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَاب۔

پس ان کو نہ اپنے رب کا خوف ہے، نہ آخری دن کے حساب کتاب کا۔ اور معصوم اور دین سے بے بہرہ عوام کو یہ لیڈر بھی اور یہ فتوے دینے والے بھی اپنی من گھڑت تعلیم اور تفسیر سے دھوکہ دیتے چلے جا رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم پیغام کو جو رہتی دنیا تک جاری رہنے والا ہے کیونکہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اس پیغام کو آگے پہنچاتے رہنا۔ یہ پیغام اُمّت کو دیا تھا کہ بھول نہ جانا، اس کو یہ علماء کہلانے والے لوگ بھول جاتے ہیں بلکہ نہیں، بھولتے نہیں۔ یہ کہنا چاہئے کہ اپنے مفادات کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو پسِ پشت ڈال کر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو کوئی اہمیت نہ دے کر یقیناً یہ توہینِ رسالت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر بڑا واضح فرمایا تھا کہ آج کے دن تمہارے خون، مال، تمہاری آبروئیں تم پر حرام اور قابلِ احترام ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح تمہارا یہ دن، تمہارے اس شہر میں، تمہارے اس مہینہ میں واجب الاحترام ہے۔ اے لوگو! عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے، وہ تم سے پوچھے گا کہ تم نے کیسے عمل کئے۔ دیکھو میرے بعد دوبارہ کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگ جاؤ۔ اور آگاہ رہو تم میں سے جو یہاں موجود ہے اُن لوگوں کو پیغام پہنچا دے جو کہ موجود نہیں۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جس کو پیغام پہنچایا جائے وہ سننے والے سے زیادہ سمجھ دار ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ تین بار دہرائے۔ حضرت ابوبکرؓ سے یہ روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ! گواہ رہنا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب حجۃ الوداع حدیث نمبر 4406)

(سنن ابن ماجہ کتاب المناسک باب الخطبۃ یوم النحر حدیث نمبر 3055)

اب یہ پیغام ہے جو ان کو مل رہا ہے اور یہ عمل ہیں جو ہمیں نظر آ رہے ہیں۔

پس اس واضح ارشاد کے بعد نام نہاد علماء کے پاس کیا رہ جاتا ہے کہ ظلم و تعدی کے بازار گرم کریں اور آپس میں دین کے نام پر ایک دوسرے کی گردنیں کاٹیں۔ کیا اس ارشاد پر عمل نہ کر کے بلکہ پامال کر کے خود یہ لوگ توہینِ رسالت کے مرتکب نہیں ہو رہے ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(بخاری کتاب الایمان۔ باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ)

کیا آجکل کے علماء اپنے آپ کو مسلمان ہونے کی اس تعریف کا حقدار ٹھہرا سکتے ہیں؟ احمدیوں کو تو انہوں نے قانونی اغراض کے لئے اسلام سے باہر نکال دیا جس میں تمام فرقے اکٹھے ہو گئے۔ ہمیں تو بہر حال اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ خدا تعالیٰ ہمیں مسلمان کہتا ہے۔ ہم کلمہ پڑھتے ہیں اور دل سے خدّامِ ختم المرسلین ہیں۔ لیکن جو احمدیوں کے علاوہ دوسرے فرقے ہیں اُن پر بھی اب دیکھیں کس قدر ظلم ہو رہے ہیں۔ کیوں کوئٹہ پاکستان میں دو مختلف موقعوں پر جو درجنوں معصوموں، بچوں اور عورتوں کو قتل کر دیا گیا؟ آخر کس جرم میں؟ اس لئے کہ وہ ایسے فرقے سے تعلق رکھتے ہیں جو اُنہیں پسند نہیں۔ اُن کی تعداد اتنی اکثریت میں نہیں۔

پس جو قانون انہوں نے احمدیوں کے خلاف اپنے ظلم کے ہاتھ لمبے کرنے کے لئے بنایا تھا اور اس میں سارے شامل ہو گئے تھے اب وہی اُن میں سے شیعوں کے اوپر بھی الٹ رہا ہے۔ اب وہ اس کے ٹارگٹ بن رہے ہیں۔ اور پھر یہ ظلم آپس میں ہر فرقے میں دوبارہ ایک دوسرے پر بھی ہوگا۔ ہر فرقہ دوسرے فرقے پر کرے گا۔ دوبارہ اس لئے مَیں نے کہا ہے کہ اس سے پہلے جو کچھ ہوتا رہا ہے، اس میں یہ صرف احمدیوں کے مقابلے میں اکٹھے ہو گئے تھے۔ لیکن جب ایک منہ کو نشے کا ایک مزہ لگ جاتا ہے تو پھر اُس کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ یہ اب ان کے منہ کے مزے ہی لگے ہوئے ہیں۔ منہ کو خون جو لگا ہوا ہے تو اب یہ ایک دوسرے کا خون بھی کریں گے اور یہی کچھ یہاں ہو بھی رہا ہے۔

احمدی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقام کو سمجھتے ہیں، ہم تو اس حدیث کو صرف مسلمانوں تک محدود نہیں رکھتے بلکہ ہمارے نزدیک تو اس کی وسعت دنیا کے ہر امن پسند انسان تک ہے۔ عموماً یہی کہا جاتا ہے کہ مسلمان مسلمان سے محفوظ ہے لیکن حضرت مصلح موعود نے اس کی وسعت کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ صرف مسلمان تک محدود نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے ہر سلامتی پسند اور امن پسند شخص محفوظ رہتا ہے۔ پس یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا حقیقی اِدراک جو تقویٰ سے ملتا ہے۔ اُن علماء کے پاس تو یہ تقویٰ ہے نہیں۔ وہ تو اپنی اَناؤں اور مفادات کے مارے ہوئے ہیں۔ نتیجۃً اس فہم و ادراک سے بھی محروم ہیں۔ پس جب تک ان کے ذاتی مفادات ختم نہیں ہوتے، جب تک ان میں قربانی کا مادہ پیدا نہیں ہوتا اور قربانی کا مادہ پیدا ہوتا ہے رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ کی روح کو سامنے رکھ کر اور اس پر عمل کرتے ہوئے، اُس وقت تک چاہے کوئی جتنا بھی بڑا جُبّہ پوش ہو وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں حقیقی مومن نہیں ہے۔ اور جو حقیقی مومن نہیں ہے اُس نے دوسروں کی رہنمائی کیا کرنی ہے۔

گزشتہ دنوں پاکستان میں ایک مولوی صاحب نے بیان دیا کہ احمدی ناسور ہیں۔ پتہ نہیں کہاں کے ناسور بیان کرنا چاہتا تھا، ملک کے یا کہاں کے؟۔ بہرحال احمدی تو ناسور نہیں ہیں۔ احمدی تو اللہ تعالیٰ کی حقیقی تعلیم سے دنیا کو روشناس کروا کر شِفَآءٌ لِلنَّاس کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ احمدی وہ ہیں جن کی باتیں سن کر غیر مسلم بھی کہتے ہیں، اسلام کے خلاف لکھنے اور بولنے والے بھی کہتے ہیں کہ تمہارے اسلام اور دوسرے اسلام یا دوسرے علماء کے اسلام میں فرق ہے۔ یہ کیوں ہے؟ تب ہمیں بتانا پڑتا ہے کہ ہمارا اسلام وہ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام تھا۔ ہمارا اسلام وہ ہے جو قرآنِ کریم کی تعلیم کے مطابق ہے۔ اس کے مقابلے میں مولویوں کا جو اسلام ہے وہ ان کا خود ساختہ اسلام ہے اور مذہب کے نام پر ذاتی مفادات کا آئینہ دار ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلم اُمّہ کی آنکھیں بھی کھولے، اُن کے سینے بھی کھولے اور اُنہیں حقیقی اسلام سے روشناس کروائے جو آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور عاشقِ صادق کے ذریعہ سے دنیا میں پھیل رہا ہے۔

بہرحال ان باتوں کے علاوہ جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا کہ ہم اپنے بارے میں بھی سو فیصد ضمانت نہیں دے سکتے کہ ہم ہر طرح، ہر سطح پر یَصِلُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ پر عمل کرنے والے ہیں یا اس کی مثال کہلانے والے ہیں۔ اگر ہر کوئی اپنے جائزے لے تو اس کی طرف توجہ پیدا ہوگی اور یہ صورت نظر آئے گی کہ ہمیں بھی کسی خوش فہمی میں نہیں پڑنا چاہئے۔ بڑے پیمانے پر نہ سہی، چھوٹے پیمانے پر ہی، اپنے ماحول میں ہی ہمیں اپنی یہ حالت نظر نہیں آتی اور جب چھوٹے پیمانے پر اس قسم کی حرکتیں شروع ہو جائیں تو پھر یہی بڑے بگاڑ بن جایا کرتی ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بخشش اور اُس کی رحمت کے اپنے لئے تو خواہاں ہوتے ہیں لیکن دوسروں پر رحم کرنا اور معاف کرنا نہیں جانتے۔ اگر ہم رحم کے جذبے سے دوسروں کا خیال رکھنے والے ہوں تو جماعت کے بہت سے تربیتی مسائل اور قضائی مسائل بھی خود بخود حل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ وَلۡیَعۡفُوۡا وَلۡیَصۡفَحُوۡا ؕ اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (النور:23) کہ پس چاہئے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ:

’’لوگوں کے گناہ بخشو اور اُن کی زیادتیوں اور قصوروں کو معاف کرو۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا بھی تمہیں معاف کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور وہ تو غفور و رحیم ہے‘‘۔ (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 387)

پس اللہ تعالیٰ کی بخشش کا کون ہے جو خواہشمند نہ ہو۔ ہر وہ شخص جو خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین رکھتا ہے جس کو اِس دنیا میں بھی خدا تعالیٰ کے رحم اور فضل کی ضرورت ہے اور اگلے جہان میں بھی، وہ تو اللہ تعالیٰ سے اپنے قصوروں کے معاف کرانے کا ہر وقت حریص ہوتا ہے۔ اگر یہ ٹھیک بات ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم یہ چاہتے ہو تو پھر تم بھی میری اس صفت کو اپناؤ اور میرے بندوں کے ساتھ اپنے تعلقات میں رحم کے جذبات کو زیادہ سے زیادہ ابھارو۔

اس ضمن میں مزید کچھ بیان کیے بغیر چند احادیث مَیں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ کیونکہ آسان حدیثیں ہی ہیں اور اس مضمون کو مزید اجاگر کرتی ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص رزق کی فراخی چاہتا ہے یا خواہش رکھتا ہے کہ اُس کی عمر اور ذکرِ خیر زیادہ ہو، اُسے صلہ رحمی کا خُلق اختیار کرنا چاہئے۔ (**صحیح مسلم کتاب البر و الصلۃ و الآداب باب صلۃ الرحم و تحریم قطیعتھا** حدیث نمبر 6523) یعنی اپنے رشتہ داروں سے اچھے تعلق رکھنے چاہئیں۔ اپنے قریبیوں سے اچھے تعلق رکھنے چاہئیں۔ اُن کے قصور معاف کرنے چاہئیں۔

حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس شخص کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں جو چھوٹے پر رحم نہیں کرتا، بڑوں کا شرف نہیں پہچانتا۔ یعنی اُس کی عزت نہیں کرتا۔

(**سنن الترمذی کتاب البر و الصلۃ باب ما جاء فی رحمۃ الصبیان** حدیث نمبر 1920)

اب یہ حدیثیں بچپن میں بھی لوگ پڑھتے ہیں، یہاں بھی کلاسوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ کئی جگہ یہ ذکر ہوتا ہے۔ ہم سنتے ہیں لیکن سننے کے بعد مسجد سے باہر نکل کے یا جلسہ گاہ سے باہر نکل کے بھول جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص پسند ہے جو اُس کے عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ اور اُن کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ (**الجامع لشعب الایمان للبیھقی** جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 523 **کتاب التاسع و الأربعون من شعب الایمان و ھو باب فی طاعۃ أولی الأمر بفصولھا** حدیث نمبر 7048 مکتبۃ الرشد 2004ء)

ضروریات کا خیال اُسی صورت میں رکھا جا سکتا ہے جب ایک دوسرے کے لئے قربانی کی روح ہو، رحم کا جذبہ ہو، درد ہو، پیار ہو، محبت ہو۔

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم کرنے والوں پر رحمان خدا رحم کرے گا۔ اہلِ زمین پر رحم کرو تو آسمان پر اللہ تم پر رحم کرے گا۔

(**سنن الترمذی کتاب لا بر و الصلۃ باب ما جاء فی رحمۃ المسلمین** حدیث نمبر 1924)

پھر اسی طرح حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتیں جس میں ہوں اللہ تعالیٰ اُسے اپنی حفاظت اور رحمت میں رکھے گا اور اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ پہلی یہ کہ وہ کمزوروں پر رحم کرے۔ دوسری یہ کہ وہ ماں باپ سے محبت کرے۔ تیسری یہ کہ خادموں اور نوکروں سے اچھا سلوک کرے۔ (**سنن الترمذی کتاب القیامۃ و الرقائق باب** 113/48 حدیث نمبر 2494)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے۔ نرمی کو پسند کرتا ہے۔ نرمی کا جتنا اجر دیتا ہے اُتنا سخت گیری کا نہیں دیتا بلکہ کسی اور نیکی کا بھی اتنا اجر نہیں دیتا۔ (**صحیح مسلم کتاب البر و الصلۃ و الآداب باب فضل الرفق** حدیث نمبر 6601) یعنی نرمی سے جو مسائل حل ہو جاتے ہیں اُن کو نرمی سے حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہی روایت فرمائی ہے کہ

گردھاری لال، ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان
لوتھرا جیولرز قادیان
LUTHRA JEWELLERS
LJ
SIGN OF PURITY
Kewal krishan & Karan Luthra
Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian
Ph.9888 594 111, 8054 893 264
E-mail: luthrajewellers@live.com
Since 1948

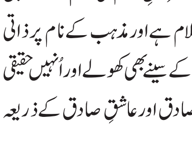

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

کسی چیز میں جتنا بھی رِفق اور نرمی ہو اُتنا ہی یہ اُس کے لئے زینت کا موجب بن جاتا ہے۔ اُس میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے اور جس سے رفق اور نرمی چھین لی جائے وہ اتنی ہی بدنما ہو جاتی ہے۔ سختی جو ہے وہ (عمل کو بھی) بدنما کر دیتی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلة والآداب باب فضل الرفق حدیث نمبر 6602) اور لوگ پھر اُس سے دور بھاگتے ہیں۔ یعنی رِفق اور نرمی میں حُسن ہی حُسن ہے۔

پھر حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا مَیں تم کو بتاؤں کہ آگ کس پر حرام ہے؟ وہ حرام ہے ہر اُس شخص پر جو لوگوں کے قریب رہتا ہے۔ (سنن الترمذی کتاب القیامة والرقائق باب نمبر 110/45 حدیث نمبر 2488) یعنی لوگوں سے نفرت نہیں کرتا۔ اُن سے نرم سلوک کرتا ہے۔ اُن کے لئے آسانی مہیا کرتا ہے اور سہولت پسند ہے۔

یہاں اس ضمن میں عہدیداروں کو خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ نیک جذبات اور رحم کا جذبہ ہر عہدیدار میں، خاص طور پر جماعتی عہدیدار میں ہونا چاہئے۔ ویسے تو یہ ہر احمدی کا خاصّہ ہونا چاہئے لیکن عہدیدار جو جماعتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اُن کو خاص طور پر کسی سائل کو یا کسی شخص کو جو دفتر میں بار بار بھی آتا ہے، رابطہ کرتا ہے، اُس سے تنگ نہیں آنا چاہئے اور کھلے دل سے ہمیشہ استقبال کرنا چاہئے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت کے کسی بھی کارکن کو کسی بھی صورت میں جو اعلیٰ اخلاق ہیں اُن سے دُور نہیں ہٹنا چاہئے یا کہیں ایسی صورت پیدا نہیں ہونی چاہئے جہاں ہلکا سا بھی شائبہ ہو کہ اعلیٰ اخلاق کا اظہار نہیں ہوا۔ بلکہ کوشش ہو کہ جتنی زیادہ سہولت میسر ہو سکتی ہے، زیادہ سے زیادہ نرمی سے جتنی بات ہو سکتی ہے، وہ کرنے کی کوشش کریں۔

پھر حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی اور جو شخص دوسرے کے قصور معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے اور عزت دیتا ہے۔ (مسند الامام احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 23 مسند ابی ھریرة حدیث نمبر 7205 عالم الکتب بیروت 1998ء) اور کسی کے قصور معاف کر دینے سے کوئی بے عزتی نہیں ہوتی۔ اللہ کرے کہ یہ معیار ہماری جماعت کے ہر فرد میں قائم ہو جائے۔

پھر حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے سے بُغض نہ رکھو۔ حسد نہ کرو۔ بے رُخی اور بے تعلقی اختیار نہ کرو۔ باہمی تعلقات نہ توڑو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے اور اُس سے قطع تعلق رکھے۔ (صحیح البخاری کتاب الادب باب الھجرة حدیث نمبر 6076)

حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لئے بڑھ چڑھ کر بھاؤ نہ بڑھاؤ۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے پیٹھ نہ موڑو۔ یعنی بے تعلقی کا رویہ اختیار نہ کرو۔ ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ مسلمان اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا۔ اُس کی تحقیر نہیں کرتا۔ اُس کو شرمندہ یا رُسوا نہیں کرتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ تقویٰ یہاں ہے۔ اور یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ دہرائے۔ پھر فرمایا۔ انسان کی بدبختی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔ ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت اور آبرو دوسرے مسلمان پر حرام اور اُس کے لئے واجب الاحترام ہے۔
(صحیح مسلم کتاب البر والصلة وال آداب باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ودمہ وعرضہ ومالہ حدیث نمبر 6541)

اللہ کرے کہ یہ تقویٰ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے بڑھ کر تھا، وہ ہم میں سے ہر ایک آپ کے دل، آپ کے اُسوہ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ آج جبکہ میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں۔ مَیں اُنہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں۔
(صحیح مسلم کتاب البر و الصلة و الآداب باب فی فضل الحب فی اللہ تعالیٰ حدیث نمبر 6548)

اللہ کرے کہ ہم آپس کے تعلقات میں محبت و مودّت کے جذبات اور ایک دوسرے کے لئے رحم کو بڑھانے والے ہوں۔ وہ جماعت بن جائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں جس طرح اُن کی خواہش تھی آپ ہمیں بنانا چاہتے تھے۔ دنیا کے امن کی بھی جماعت احمدیہ ضمانت بن جائے۔ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو مان کر آپس کے پیار و محبت اور مودّت کی اہمیت کو سمجھنے والے بن جائیں۔ مسلمان لیڈر جو آجکل اپنے ہم وطنوں پر ظلم روا رکھے ہوئے ہیں، اس کو بند کر کے انصاف اور رحم کے ساتھ اپنی رعایا سے سلوک کرنے والے ہوں۔ عوام بھی مفاد پرستوں کے ہاتھوں میں کھیلنے کی بجائے، اُن کا آلۂ کار بننے کی بجائے عقل سے کام لیں اور خدا تعالیٰ کے صحیح حکموں کو تلاش کریں اور اُن پر چلنے کی کوشش کریں۔ مسلمان ممالک پر جو خوفناک اور شدت پسند گروہوں نے قبضہ کیا ہوا ہے، اپنے مفادات کو ہر صورت میں ترجیح دینے والوں نے جو قبضہ کیا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ جلد اس سے بھی مسلمان ملکوں کو خصوصاً اور دنیا کو عموماً نجات دلائے تا کہ ہم اسلام کی خوبصورت تعلیم کو زیادہ بہتر رنگ میں اور زیادہ تیزی سے دنیا میں پھیلا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آج جمعہ کے بعد بھی مَیں ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ یہ جنازہ غائب مکرمہ ناصرہ سلیمہ رضا صاحبہ کا ہے جو زائن امریکہ کی افریقن امریکن احمدی تھیں۔ 18 فروری 2013ء کو ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ 1927ء میں سینٹ لوئس، امریکہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ ان کے والد بپٹسٹ (Baptist) پادری تھے مگر خود انہوں نے عیسائیت میں دلچسپی نہیں رکھی۔ البتہ یوگا اور بدھ ازم میں دلچسپی رکھتی تھیں لیکن بطور مذہب کے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ ان کو 1949ء میں ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر مرحوم کے ذریعہ احمدیت کے قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ 1951ء میں ان کی شادی محترم ناصر علی رضا صاحب مرحوم کے ساتھ ہوئی جو کئی سال جماعت کنوشا وو کیگن کے صدر جماعت رہے۔ 1955ء میں ان کی فیملی ملوا کی منتقل ہو گئی جہاں سیکرٹری تعلیم کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ اس دوران اپنی فیملی کے علاوہ یہ تین دیگر فیملیز کی تعلیم و تربیت کا بھی انتظام کرتی رہیں۔ 1975ء میں آپ ریجنل صدر لجنہ مقرر ہوئیں۔ 81ء سے 85ء تک دوبارہ ریجنل صدر مقرر ہوئیں۔ لجنہ اماء اللہ کی پانچ مجالس کی نگرانی کرتی رہیں اور بطور لوکل صدر بھی کام کرتی رہیں۔ 85ء سے 95ء تک مختلف عہدوں پر مقامی لجنہ اماء اللہ کی خدمات سرانجام دیتی رہیں۔ 95ء میں دوبارہ صدر لجنہ وو کیگن مقرر ہوئیں۔ تبلیغ کا ان کو بہت شوق تھا۔ چنانچہ پمفلٹس اور فلائرز اور نیوز لیٹر چھاپ کر تقسیم کرتی تھیں۔ بسوں میں سفر کے دوران جماعتی لٹریچر رکھتی تھیں۔ اسے تقسیم کرتی تھیں۔ لائبریریوں اور سکولوں میں اسلامی کتب اور قرآنِ کریم کے نسخے رکھوائے۔ ریڈیو اور ٹی وی پر متعدد انٹرویو دیئے۔ ان کے ذریعہ سے پچاس سے زائد افراد کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت ملی۔ بہت ہنس مکھ طبیعت کی مالک تھیں۔ بہت ذہین اور پڑھی لکھی بھی تھیں۔ آپ کی ان خوبیوں کی وجہ سے بڑی کثرت سے عورتیں ان سے ملنے آیا کرتی تھیں۔ آپ کے دل میں اسلام کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اچھی استاد مانی جاتی تھیں۔ وہاں بھی احمدی خواتین ان کو ماں کی طرح سمجھتی تھیں۔ بڑے پیار سے لوگوں کو سمجھاتیں اور غلطیاں درست کیا کرتی تھیں۔ بچیوں کو ہمیشہ پردے کی تعلیم دیتی رہیں اور اس طرح اسلامی اخلاق سکھلاتیں۔ نیز بتاتیں کہ مغربی معاشرے کی بدرسوم کا کیسے مقابلہ کرنا ہے۔ وہیں پلی بڑھی تھیں ان کو سب کچھ پتہ تھا۔ آجکل ذرا سا مغرب کا اثر ہو جاتا ہے تو ہمارے بچے بلکہ بڑے بھی متاثر ہو جاتے ہیں۔ اپنی والدہ کو کئی سال مسلسل تبلیغ کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ پچاسی سال کی عمر میں ان کی والدہ احمدی ہو گئیں جس پر آپ بڑی خوش ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ کو لمبی عمر دی۔ 98 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی تھی لیکن آخر تک بڑی ایکٹو (Active) رہی ہیں اور نمازِ جمعہ بھی ادا کر لیا کرتی تھیں۔

یہ خود بھی بڑی عمر کے باوجود بڑی مستعدی سے جماعتی کاموں میں حصہ لیتی تھیں۔ خلافت اور نظامِ جماعت سے ان کا بہت محبت کا تعلق تھا۔ گزشتہ سال ان کی میرے سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے نو بچے اور بائیس پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کو نیکیوں پر قائم رکھے، ان کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ ❁❁❁

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

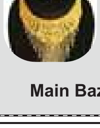
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

نیو اشوک جیولرز قادیان
New Ashok Jewellers
Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab
9815156533, 8054650500, 01872-221731
E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

خلفاء احمدیت کے ذریعہ تجدید دین اور اشاعت اِسلام

سید فہیم احمد
نیشنل صدر بھوٹان

قرآن مجید اور احادیث رسول اس امر پر متفق ہیں کہ اسلام کا عالمگیر روحانی غلبہ حضرت مسیح موعودؑ اور مہدی معہود کے ظہور سے وابستہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اسلام کے عالمگیر روحانی غلبہ کی بشارت دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

(سورہ الصّف:۱۰)

یعنی وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا وہ اُسے تمام ادیان پر کلیۃً غالب کر دے۔

چنانچہ مذکورہ آیت کریمہ کے بارے میں جملہ آئمہ سلف صالحین اور مفسرین قرآن مبین شیعہ اور سُنی نے یہ تسلیم کیا ہے کہ اس آیت میں دین حق یعنی اسلام کے دوسرے تمام ادیان باطلہ پر جس غلبہ کا ذکر ہے وہ کامل طور پر حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کے مبارک عہد میں ہوگا۔

چنانچہ حضرت امام ابن جریرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”دین اسلام کا غلبہ باقی تمام ادیان پر عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے وقت ہوگا۔“

(تفسیر ابن جریر پارہ ۲۸ صفحہ ۱۵۴ ترجمہ از عربی عبارت)

اسی طرح مولانا محمد اسماعیل صاحب شہیدؒ فرماتے ہیں:

”ظاہر است کہ ابتدائے ظہورِ دین در زمانِ پیغمبرؐ بوقوع آمدہ و اتمام آں از دستِ حضرت مہدی واقع خواہد گردید“ (منصب امامت صفحہ ۵۶)

تفسیر قادری جلد ۲ صفحہ ۵۳۸ میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔

”تا کہ غالب کر دے اس دین کو علی الدین کلہِ سب دین اور ملت پر حضرت عیسیٰ کے اُترنے کے وقت“

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”تخمیناً عرصہ بیس سال کا گزرا ہے کہ مجھ کو اسی آیت کریمہ کا الہام ہوا تھا وہ یہ ہے کہ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۔ اور مجھ کو اس الہام کے معنی سمجھائے گئے تھے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ تا میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے...... اور مجھ کو بتایا گیا کہ اس آیت کا مصداق تو ہے۔ اور تیرے ہی ہاتھ سے تیرے ہی زمانہ میں دین اسلام کی فوقیت دوسرے دینوں پر ثابت ہوگی۔“

(تریاق القلوب صفحہ ۱۰۶)

مسیح موعودؑ کے ظہور کے زمانہ کی آنحضرت ﷺ نے ایک عظیم الشان علامت یہ بیان فرمائی کہ اُس وقت اسلام کی حالت بہت نازک ہوگی۔ دوسرے مذاہب اُس کے مٹانے کیلئے چاروں طرف سے حملہ آور ہوں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اغیار کی طرف سے اسلام پر تابڑ توڑ حملے ہونے شروع ہوگئے۔ کیا عیسائی اور کیا آریہ سماج اسلام پر ایسے حملہ آور ہوئے جیسے ایک فاقہ کش عمدہ اور مرغوب غذا پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ اسلام کی تردید اور سرور کائنات کی توہین پر مشتمل گندی اور دل آزار کتابیں اور اشتہارات کروڑوں کی تعداد میں مخالفین اسلام کی طرف سے شائع کیے گئے۔ ملحد اور بے دین کرنے والا فلسفہ پھیلایا گیا۔ جس میں مسلمانوں کے لاکھوں نوخیز بچے گرفتار ہوگئے۔ نتیجۃً بہت سے مسلمان اسلام کو خیر باد کرنے پر مجبور ہوگئے۔ یہ وہ ہمت شکن نظارے تھے جن کو دیکھ کر ایک مرد مومن بھی متی نصر اللہ کی صدا بلند کرنے لگتا تھا۔ مسلمانوں کی اس زبوں حالی کو دیکھ کر اغیار کے حوصلے مزید بلند ہونے لگے۔ جس کا اندازہ مشہور پادری مسٹر جان ہنری بیروز کے اُن لیکچروں سے لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے ہندوستان کے مختلف شہروں میں عیسائیت کے عالمی اثرات کے زیر عنوان اسلامی ممالک کے اندر عیسائیت کی عظیم الشان فتوحات پر فخر کرتے ہوئے دیا تھا۔ غرض اُس زمانہ کی غربت اسلام اور مسلمانوں کی بے چارگی کی صحیح تصویر جاننا ہو تو اقبال کا شکوہ اور جواب شکوہ اور حالی کا مرثیہ پڑھ لینا کافی ہے۔

اسی طرح مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی ایم اے نے درجہ بدرجہ مسلمانوں میں رونما ہونے والے انحطاط و زوال کے انتہائی نقطہ اور اُس کے لازمی اثرات کا ان الفاظ میں اعتراف کیا ہے۔

”اب حالت بالکل دگرگوں ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمانوں پر ادبار اور انحطاط کا تسلط ہے۔ اور علم و عمل کے ہر میدان میں وہ سب سے پیچھے نظر آتے ہیں۔ کہیں جہالت و نادانی کا دور ہے اور کسی جگہ دوسری اقوام کی تقلید کا سودا۔ اسلامی انفرادیت بہرحال اسقدر مضمحل ہوچکی ہے کہ آج کل کے مسلمانوں کو بحیثیت مجموعی پہلے زمانہ کے مسلمانوں کا جانشین یا اُن کے منصب و عظمت کا وارث کہنا اپنی ہنسی خود آپ اُڑانے کے مترادف ہے۔“

(مسلمانوں کا عروج و زوال صفحہ ۶)

معزز قارئین اُس زمانہ میں بڑے بڑے مسلم رہنما اور رہبر ضرور تھے مگر اُن کی حالت اُن بے درد تماشائیوں کی طرح تھی جو سمندر کے کنارے کھڑے ہو کر ڈوبتے ہوئے جہازوں اور بہتے ہوئے لاشوں کا نظارہ کر رہے ہوں، لیکن ان کے علاوہ اسلام کا ایک حقیقی خیر خواہ انسان بھی تھا جو غیر معروف، دُنیا سے الگ تھلگ تھا۔ ہاں ایک سینہ تھا جو اسلام کیلئے بریاں ہوا ایک دل تھا جو مسلمانوں کیلئے بے قرار ہوا، ایک جان تھی جو پگھل گئی، جس کا ذرہ ذرہ بزبان حال کہہ رہا تھا۔

ایں دو فکرِ دین احمد مغز جان ما گداخت
کثرتِ اعدائے ملّت قِلّتِ انصارِ دیں

ہاں ایک روح تھی جو تڑپ اُٹھی اور اُس کی یہ پُکار آستانہ اُلوہیت تک جا پہنچی۔

فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہوجائے اس طوفان سے پار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دین مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ۱۸۸۳ء میں آپ سے متعلق یہ بشارت دی کہ یحی الدین ویقیم الشریعۃ کہ دین اسلام جسے اب ایک مردہ دین سمجھا جا رہا ہے، اب پھر یہ دین اس مردِ مجاہد کے ذریعہ زندہ ہوگا اور آخر کار پھر شریعت اسلامیہ دُنیا میں رواج پائے گی پھر اللہ تعالیٰ نے ۱۸۸۶ء میں آپ کو ان الفاظ میں بشارت دی کہ:

”خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچادے گا میں تجھے اُٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلالوں گا پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا۔

(تذکرہ صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ ایڈیشن ششم دسمبر ۲۰۰۶ قادیان)

چنانچہ آپ نے ۱۹۰۶ء میں یہ پیشگوئی فرمائی کہ:

”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔

الغرض نصرت کے خدائی وعدہ کے مطابق باوجود شدید مخالفت کے آپ کے سالِ وصال تک چار لاکھ سے زائد سعید روحوں کو حلقہ احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی اور مغربی ممالک میں آپ کے معجزات اور تائیدات پیشگوئیوں اور اشتہارات کے ذریعہ آپ کے پیغام کی وسیع پیانہ پر اشاعت ہوئی اور آپ کی مبارک زندگی میں ہی یورپ میں احمدیت کی داغ بیل پڑگئی۔

(تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ ۲۸۷)

غرض آپ کی ساری زندگی ادیانِ باطلہ کے مقابلہ میں گزری اور ہر میدان میں آپ نے ایک کامیاب جرنیل کا حق ادا کیا۔ حتیٰ کہ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی آپ ایک تبلیغی رسالہ ”پیغام صلح“ کی تصنیف میں مصروف تھے۔

عہد خلافت اولیٰ

چنانچہ آپ کی وفات کے بعد قدیم سنت کے مطابق آپ کے خلفاء کرام نے آپ کے مشن کو جاری رکھنے کا بیڑا اُٹھایا۔

اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت حکیم مولوی نور الدینؓ جو حضور کے پہلے جانشین منتخب ہوئے۔ آپ نہ صرف قرآن حکیم کے عاشق تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر تبلیغ و اشاعت دین کا بے پناہ جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ حضور علیہ السلام کے حلقہ بیعت میں داخل ہونے سے قبل ”انجمن اشاعت اسلام“ اور ”انجمن حمایت اسلام کے سرگرم رُکن سمجھے جاتے تھے۔ دوران ملازمت مہاراجہ رنجیت سنگھ والی ریاست جموں کشمیر آپ کی تبلیغی سرگرمیاں بلا خوف بدستور جاری رہیں۔ ضرورت پڑی تو شاہی نوکری کو ٹھوکر مار کر حضرت اقدس کی غلامی میں عافیت محسوس کرنے لگے۔

غرض آپ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضور علیہ السلام کی تربیت یافتہ جماعت کو آگے بڑھایا اور آپ کے چھ سالہ دورِ خلافت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تبلیغی مساعی میں غیر معمولی وسعت پیدا ہوئی۔ چنانچہ آپ نے اوائل خلافت میں ہی ”مدرسہ احمدیہ“ کو ایک مستقل دینی درس گاہ کی شکل دی۔ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ کو اسلام کی حسین تعلیمات سے روشناس کروانے کے اہم ترین مقصد سے آپ نے بزبان انگریزی جدید طرز پر قرآن کریم کا ترجمہ شائع فرمایا

سن ۱۹۰۹ء میں آپ کی ہدایت پر حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے ایک طویل تبلیغی دورہ فرمایا۔ جس کے نتیجہ میں کئی مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا اور اسی سال ہندوؤں اور سکھوں میں تبلیغ اسلام کی غرض سے ایک سادھ سنگت کے نام سے انجمن تشکیل دی گئی۔ جس کے نتیجہ میں گورمکھی زبان میں کثیر تعداد میں لٹریچر شائع کرنے کی توفیق ملی۔

اکتوبر ۱۹۱۰ء کو آپ کی ہدایت پر مبلغین احمدیت نے صوبہ یوپی کا کامیاب تبلیغی دورہ کیا۔ ۱۹۱۲ء کے اوائل میں حضور کی تحریک پر بعض نوجوانوں نے ایک انجمن مبلغین بنائی۔ جس کا نام ”یادگار احمد“ رکھا گیا۔ اس انجمن کے قیام کا مقصد اسلام کی تائید اور دیگر مذاہب کے ابطال میں چھوٹے چھوٹے پمفلٹ شائع کرنا تھی۔ اس کی دیکھا دیکھی لاہور میں بھی احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن قائم ہوئی۔

اپریل ۱۹۱۲ء میں حضور کی اجازت سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور

جماعت کے بعض دیگر علماء نے دہلی۔ سہارنپور اور دیوبند کا تبلیغی دورہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں کئی سعید روحوں کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔

۱۹۱۲ء کے وسط میں حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال کو انگلستان بطور مبلغ بھجوایا گیا۔ جہاں آپ کی انتھک محنت اور کاوشوں کے نتیجہ میں بمقام لندن سب سے پہلے بیرون ممالک میں جماعت کے مشن کا قیام عمل میں آیا۔

۱۹۱۲ء کے اواخر میں برہمن بڑیا (بنگال) کے ایک بڑے جید عالم حضرت مولوی سید عبد الواحد صاحب قادیان تشریف لائے اور حضورؓ سے مسلسل پندرہ روز تک تبادلہ خیالات کرنے کے بعد اُنہیں قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ جن کی تبلیغ سے صوبہ بنگال کے اُس علاقہ میں ڈیڑھ ہزار سے زائد افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔

۱۹۱۳ء میں عرب ممالک میں پیغام حق پہنچانے کی غرض سے عبد الحیٔ عرب صاحب کی زیر ادارت ’’مصالح العرب‘‘ کے نام سے اخبار بدر کے ساتھ ایک ہفتہ روزہ عربی کالم شروع ہوا۔

آپ کے بابرکت عہد خلافت میں خود آپ ہی کی کم وبیش ۱۹ علمی اور تحقیقی تالیفات کے علاوہ اسلام و احمدیت کی تائید میں اُردو، انگریزی، ہندی، گورمکھی، پشتو اور فارسی زبانوں میں بکثرت جماعتی لٹریچر شائع ہوا جن کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ عہد خلافت اولیٰ میں جماعت کے پانچ نئے اخبارات یعنی نور الحق، الفضل، پیغام صلح اور عربی ضمیمہ اخبار بدر مصالح العرب نیز دو رسائل احمدی اور احمدی خاتون جاری ہوئے۔ ہندوستان کے کئی نئے علاقوں میں مساجد تعمیر کی گئیں اور کئی اہم مقامات پر مخالفین احمدیت کے ساتھ کامیاب مناظرے اور تبلیغی جلسے منعقد ہوئے۔ جس کے نتیجہ میں سینکڑوں لوگوں تک تبلیغ حق پہنچانے کا موقع ملا۔ نتیجتاً ہزاروں سعید روحوں کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ بیرون ممالک میں جہاں کثرت سے لوگ حلقہ بگوش احمدیت ہوئے وہاں نئے نئے محاذ کھولنے کی توفیق بھی ملی۔

حضور نے ایک موقع پر فرمایا:

’’ہماری جماعت چار لاکھ سے زیادہ ہے اور بلاد افریقہ، یورپ و امریکہ وچین و آسٹریلیا میں ابھی پہنچے ہیں۔ انشاء اللہ برس کے بعد آپ دیکھیں گے کس قدر کامیاب ہوئے۔‘‘ (بدر جلد ۶ نمبر ۱۰ صفحہ ۲)

اسی طرح ۸ فروری ۱۹۱۴ کو بحالت بیماری حضور نے فرمایا:

’’خدا تعالیٰ نے اس بیماری میں مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ پانچ لاکھ عیسائی افریقہ میں احمدی ہوں گے۔‘‘

چنانچہ الٰہی وعدہ عہد خلافت ثانیہ میں بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں۔

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت میں ہمیشہ کچھ ایسے پاک لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصل اور حقیقی مذہب اور تعلیم توحید کو قائم کرنے اور شرک و بدعات کا جو امتدادِ زمانہ کی وجہ سے اسلام میں راہ پاجاویں ان کا قلع قمع کرتے رہیں گے اور یہ ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سچی تعلیم وتربیت کا نمونہ ہمیشہ بعض ایسے لوگوں کے ذریعہ ظاہر ہوتا رہے جو امتِ مسلمہ میں ہر زمانہ میں موجود ہوا کریں۔ چنانچہ قرآن شریف میں بھی بڑی صراحت سے اس بات کو الفاظ ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

(النور: ۵۶)

عہد خلافت ثانیہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ظاہر کرنے کیلئے آسمانی وزمینی نشانات سے آپ کی تائید و نصرت فرمائی اور آپ کی دُعاؤں کو قبول فرمانے کا شرف و اعجاز بھی بخشا۔ جس کے نتیجہ میں ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ کو الٰہی وعدہ کے مطابق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی ولادت ہوئی۔ آپ کے بارے میں جن صفات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا وہ آپ کے مبارک وجود میں ظاہر ہونے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل و دماغ کو روشن فرمایا اور آپ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیے گئے۔

آپ کی اولو العزمی کا اندازہ اُس تاریخی عہد سے لگایا جاسکتا ہے جو آپ نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بعمر ۱۹ سال حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی نعش مبارک کے سرہانے کھڑے ہوکر کہا کہ

’’اے خدا میں تجھ کو حاضر وناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے۔ تب بھی وہ پیغام جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ذریعے تو نے نازل فرمایا ہے۔ میں اُس کو دُنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔‘‘

(الفضل ۲۱ جون ۱۹۴۴)

قارئین! یہ کوئی خیالی دعویٰ نہیں تھا بلکہ آپ کا ۵۲ سالہ دور خلافت اس بات پر شاہد ناطق ہے۔ تجدید دین اور اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی عملی مہم کا باقاعدہ اور منظم آغاز آپ کے دور خلافت سے ہوا۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کے بعد بعمر ۲۵ سال ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو جماعت کی بھاری اکثریت نے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دوسرا جانشین منتخب فرمایا۔ چنانچہ آپ نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی اعلان فرمایا:

’’کاش اپنی موت سے پہلے دُنیا کے دور دراز علاقوں میں صداقت احمدیت روشن دیکھ لوں۔ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ○ (سورۃ ابراهیم آیت ۲۱) (بحوالہ۔ کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے۔ انوار العلوم جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۸ طبع جون ۲۰۰۸ قادیان)

نیز فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کام کو پورا کرنے کیلئے میرے دل میں ڈالا ہے کہ میں اسلام اور احمدیت کی اشاعت کیلئے خاص جدوجہد کروں۔‘‘

چنانچہ اس اہم اور مقدس فریضہ کی انجام دہی کیلئے آپ نے ایسا کامیاب رفیع الشان منصوبہ تیار فرمایا جس کو صفحۂ قرطاس پر بکھیرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ لہٰذا خاکسار اختصار سے اُن کا ذکر کررہا ہے۔

آپ نے ۷ دسمبر ۱۹۱۷ء کو خدمت دین کیلئے زندگی وقف کرنے کی پہلی تحریک کا آغاز فرمایا۔ ۱۹۱۹ء میں اندرون اور بیرون ممالک میں اشاعت اسلام کی غرض سے صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ایک نظارت دعوت وتبلیغ قائم فرمائی اور انجمن ترقیِ اسلام کے نام سے ایک جداگانہ انجمن کی تشکیل فرمائی۔

۱۹۲۲ء میں مجلس شوریٰ اور لجنہ اماء اللہ کا قیام ہوا اور ۷ مارچ ۱۹۲۳ء کو ایک نامسعود صبح مسلمانان ہند کیلئے اسلام کے ایک شدید ترین معاند آریہ سماجی لیڈر شردھانند کا یہ روح فرسا اعلان اپنے ہونٹوں پر لے کر طلوع ہوئی۔

’’نواح آگرہ میں راجپوتوں کو تیز رفتاری سے شُدھ کیا جارہا ہے اور اب تک چالیس ہزار تین سو راجپوت ملکانے، گوجر اور جاٹ ہندو ہوچکے ہیں۔ ایسے لوگ ہندوستان کے ہر حصے میں ملتے ہیں۔ یہ پچاس ساٹھ لاکھ سے کم نہیں اور اگر ہندو سماج اُن کو اپنے اندر جذب کرنے کا کام جاری رکھے تو مجھے تعجب نہ ہوگا کہ ان کی تعداد ایک کروڑ تک ثابت ہوجائے۔‘‘

(اخبار پرتاپ لاہور ۱۶ مارچ ۱۹۲۳ء)

قارئین یہ اعلان کیا تھا ایک خوفناک بم کا دھماکہ اور مسلمانان ہند کیلئے خطرے کا الارم تھا لیکن ہندوؤں نے صرف اسی اعلان پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ شُدھی کی تحریک کو سارے ہندوستان میں پھیلا دینے کیلئے ایک عام بگل بجادیا۔ کہ اب ہندوستان میں کوئی بھی مسلمان اور عیسائی ایسا نہ رہے گا جسے شُدھ کر کے ہندو نہ بنالیا جائے۔ اس نازک حالت سے نپٹنے کیلئے ایک بے چین دل تڑپا اور ۹ مارچ ۱۹۲۳ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے یہ عجیب وغریب اعلان کیا۔

’’ہمیں اس وقت ڈیڑھ سو آدمیوں کی ضرورت ہے جو اس علاقہ میں کام کرسکیں۔ ہم اُن کو ایک پیسہ خرچ کیلئے نہ دیں گے۔ اگر جنگل میں سونا پڑے گا تو سوئیں گے۔ خدا ان کی اس محنت کو جو اخلاص سے کی جائے گی ضائع نہیں کرے گا۔ یہ وہ مقام ہوگا جہاں رہنے والے نہ بھوکے رہیں گے نہ پیاسے۔ یہ چند دن کی بھوک اور یہ چند دن کی پیاس اُس انعام کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ (الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۲۳ء)

جماعت احمدیہ کے افراد نے اپنے امام کی اُس پکار پر کیا ردّ عمل ظاہر کیا۔ اُس کا جواب اُس زمانے کے غیر احمدی اخبار کی زبانی سنیئے۔

’’جماعت احمدیہ نے خصوصیت کے ساتھ آریہ خیالات پر بہت بڑی ضرب لگائی ہے۔ اور جماعت احمدیہ جس ایثار اور درد سے تبلیغ و اشاعت اسلام کی کوشش کرتی ہے۔ وہ اس زمانے میں دوسری جماعتوں میں نظر نہیں آتی۔‘‘

(بحوالہ اخبار مشرق ۱۵ مارچ ۱۹۲۳ء)

۱۹۳۴ء میں احراریوں کا فتنہ اُٹھا۔ احراریوں نے بلند بانگ یہ دعویٰ کیا کہ دس برس کے اندر اندر ہم جماعت احمدیہ کو ختم کردیں گے۔ اُس وقت حکومت برطانیہ بھی اُن کی پشت پناہی کر رہی تھی۔ دوسری طرف حضرت مصلح موعودؓ نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کے بلند ترین مقصد سے ۲۳ نومبر ۱۹۳۴ کو چندہ تحریک جدید کا اعلان فرمایا۔ جس کے ذریعہ تبلیغ و اشاعت اسلام کا وسیع وعریض نظام قائم کر کے دُنیا کے آخری کناروں تک اسلام کے تبلیغی مشنوں کا جال بچھایا گیا۔ آپ نے عیسائیت کے دجل کا پردہ چاک کرنے کی غرض سے غیر ممالک میں مبلغین کے وفود بھجوائے۔ اور ہر ملک میں نومسلموں کی منظم جماعتیں معرضِ وجود میں لانے کا رفیع الشان کارنامہ اس شان سے انجام دیا کہ دُنیا ورطۂ حیرت میں پڑے بغیر نہ رہی۔

چنانچہ جب تثلیث کے گڑھ میں مسجد فضل لندن تیار ہوئی تو اُس وقت ایک رسالہ Baptest Times نے لکھا:۔

’’اس مسجد کی تعمیر کو ایک چیلنج سمجھنا چاہیئے۔ مغرب اب تک مشرق کو مذھباً اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ مگر افسوس اُس نے اپنی طاقت کو اپنے گھر میں کمزور کردیا ہے۔ جن کا نتیجہ یہ ہے کہ مشرق بھی مغرب کی طرف دیکھنے لگا ہے۔ اب مسلمانوں کی اذان کا نعرہ اس سرزمین میں سنایا جانے والا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی بابرکت قیادت میں دُنیا

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
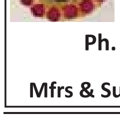
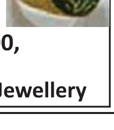
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

کے اکثر براعظموں میں اسلام واحمدیت کا پیغام پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ نائیجیریا کے ایک کثیر الاشاعت اخبار "Christian Faith in Dangerl" کے زیرعنوان لکھا:

’’ہم چرچ کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو سنبھالے۔ اگر ہماری اس تنبیہ کی طرف توجہ نہ کی گئی تو عین ممکن ہے کہ اسلام فاتحانہ انداز میں جنوبی نائیجیریا کے آخری سرے تک پہنچ جائے۔‘‘

گویا اُن کے دلوں میں ایک خوف طاری ہو چکا تھا اور اس روحانی حملہ کا توڑ اُن کے پاس نہیں تھا اور آخر کار اُن کا اسلام سے مغلوب ہونا یقینی ہے۔

۱۹۳۸ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے خدام الاحمدیہ کا نظام قائم کرکے نوجوانوں میں ایک نئی روح پھونک دی۔ جس کے تحت آج جماعت کا ہر خادم اس تنظیم کا حصہ بن سرگرم عمل ہے۔

۱۹۴۰ء میں انصار اللہ اور اطفال الاحمدیہ کا قیام اور پھر ۲۹ جنوری ۱۹۴۲ کو وقف زندگی کی اسکیم برائے دیہاتی مبلغین جاری فرمائی۔

۵ جنوری ۱۹۴۵ء کو ہر احمدی خاندان کیلئے کم از کم ایک فرد خاندان کو خدمت دین کیلئے وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔

دیہاتی جماعتوں کی تعلیم و تربیت کیلئے جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۵۷ء کے موقع پر تحریک وقف جدید کا اعلان فرمایا:

حضور کے ان ہمہ گیر اقدامات کے نتیجہ میں جہاں اندرون ملک جماعت کو غیر معمولی کامیابی نصیب ہوئی وہاں حضور کے مبارک عہد خلافت میں ہی بیرون ملک دُنیا کے مختلف براعظموں کے ۴۷ ممالک میں بھی احمدیت کا نفوذ ہوا۔ ان میں بیشتر ممالک میں جماعت کے ۱۳۶ فعال اور مستحکم تبلیغی مراکز قائم ہوئے۔ ۳۱۱ عالی شان مساجد تعمیر ہوئیں۔ ۵۷ اسکول وکالج جاری ہوئے اور مختلف زبانوں میں ۱۲۳ اخبارات وجرائد کا اجراء عمل میں آیا۔

اس کے علاوہ حضور کی بیان فرمودہ پہلے پارہ کی تفسیر بزبان اُردو اور انگریزی شائع ہوئی۔ نیز حضور کی رقم فرمودہ تفسیر کبیر وصغیر کے علاوہ عہد خلافت ثانیہ میں درجنوں زبانوں میں تراجم قرآن کریم شائع ہوئے۔ نیز سینکڑوں تربیتی وتبلیغی خطبات وتقاریر سے سرفراز فرمایا۔ جس میں آپ نے دلائل سے ثابت کیا کہ قرآن بڑا حسین اور پر حکمت اور مرتب کلام ہے۔ قرآن میں استعارات کا حل۔ مقطعات کا بیان پیشگوئیوں کی تشریح وتعین۔ عصمت انبیاء مستشرقین کے دلائل کا ردّ اور اس جیسے بہت سے مسائل کے عمدہ اور قابل تسلیم حل بیان فرمائے اور اپنے باطنی کمال اور روحانی جمال سے لوگوں کے قلب وجگر کو صاف ستھرا کیا اور شرک وبدعت کی غلاظتوں سے پاک کیا۔

آپ کی نہایت انمول اور قیمتی تصنیفات اور بالخصوص تفسیر کبیر پر مشتمل قرآن مجید کے معارف و نکات سے پُر اسلامی لٹریچر کا ایک بیش بہا سرمایہ ہے۔ جو عالم اسلام کیلئے عموماً اور جماعت کیلئے خصوصاً ایک صدقہ جاریہ ہے۔ آپ کی تبحر علمی نے جہاں اپنوں پر گہرے نقوش چھوڑے وہاں غیروں کو بھی اعتراف کرنے پر مجبور کیا۔

غرض آپ نے اپنے ۵۲ سالہ ولولہ انگیز دور خلافت میں جماعت کو مستحکم کرنے کیلئے مختلف تحریکات اور نظارتیں قائم فرمائیں۔ آہ وہ علوم وفنون کا سرچشمہ وہ میدان خطابت کا عظیم شہسوار۔ آج ہم میں نہیں ہے۔ مگر آپ کا نام اور کام تو ہمیشہ مہر تاباں کی طرح فروزاں رہے گا۔

حق یہ ہے کہ

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

’’اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ مگر اُس کے نور کو مکمل کرنے کا ذریعہ نبوت ہے۔ اور اُس کے بعد اُس کو دُنیا میں پھیلانے اور اُسے زیادہ سے زیادہ عرصہ تک قائم رکھنے کا اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہ خلافت ہی ہے۔ گویا نبوت ایک چمنی ہے جو اُس کو آندھیوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ اور خلافت ایک Reflector ہے جو اُس کے نور کو دور تک پھیلاتا ہے۔‘‘ (تفسیر کبیر تفسیر سورۃ نور آیت ۳۶)

عہد خلافت ثالثہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کا انتخاب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی حیثیت سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی و دنیاوی علوم کے زیور سے آراستہ فرمایا تھا۔ خلافت کے منصب پر فائز ہونے سے قبل آپ کو کئی اہم اور ممتاز جماعتی عہدوں پر فائز رہ کر نمایاں رنگ میں خدمات کی توفیق ملی۔

آپ کا ساڑھے سولہ سالہ بابرکت عہد خلافت اس بات پر شاہد ہے کہ آپ غلبہ اسلام کیلئے ہمہ وقت کوشاں رہے۔ آپ نے دسمبر ۱۹۶۵ء میں فضل عمر فاؤنڈیشن قائم کی۔ ۱۹۶۶ء میں نظارت تعلیم القرآن و وقف عارضی کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۷۴ء میں آپ نے پاکستانی قومی اسمبلی میں جماعت کا موقف بیان کیا باوجود پیرانہ سالی کے بیرونی ممالک کے کل سات دورے کیے۔ ۱۹۸۰ء میں سات سو سال کے لمبے تعطل کے بعد اسپین میں پہلی مسجد بشارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ تثلیث کے مرکز انگلستان میں پہلی کسر صلیب کانفرنس کا شایان شان انعقاد عمل میں آیا۔

آپ کی اہم تحریکات میں ’’نصرت جہاں آگے بڑھو اسکیم‘‘ صدسالہ جوبلی منصوبہ۔ وقف عارضی اشاعت قرآن اور طلباء کیلئے تعلیمی منصوبہ شامل ہیں۔

آپ کے دور خلافت میں ۴۳ نئے ممالک میں اسلام و احمدیت کا نفوذ ہوا۔ ۲۰ سے زائد نئے جماعتی اخبارات و رسائل جاری ہوئے۔ اور دُنیا کی مختلف زبانوں میں لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر شائع کیے گئے۔ آپکی معروف کتب میں امن کا پیغام۔ تعمیر بیت اللہ کے ۲۳ مقاصد۔ قرآنی انوار اور اسلام مذہبی آزادی اور آزادی ضمیر کا ضامن ہے۔ شامل ہے۔

اس کے علاوہ سینکڑوں تعلیمی و تربیتی خطبات و تقاریر سے سرفراز فرمایا۔

عہد خلافت رابعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات کے بعد ۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو تمام احباب جماعت نے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کا چوتھا جانشین منتخب فرمایا۔ منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد جولائی تا اکتوبر ۱۹۸۲ء سفر یورپ اختیار کیا۔ ۱۹۸۴ء میں پاکستان میں مخالفانہ حالات کی وجہ سے ہجرت کر کے لندن میں قیام پذیر ہوئے۔

حضور نے اپنے دور خلافت کے آغاز میں ہی تحریک فرمائی کہ ہر ملک میں مجلس شوریٰ کا قیام ہو۔ ۶/ اگست ۱۹۸۸ء کو حضور نے اہل اسپین کو پیغام حق پہنچانے کی خاطر یہ اسکیم پیش فرمائی۔

اسپین سیاحوں کی میزبانی کیلئے دُنیا بھر کے احمدی اپنی خدمات پیش کریں۔ اسی طرح مالی نظام میں غیر معمولی وسعت آپ ہی کے عہد خلافت میں ہوئی۔ ۲۹/ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو غرباء کیلئے مکان تعمیر کرنے کی تحریک کرتے ہوئے بیوت الحمد اسکیم کا اعلان فرمایا:

۲ دسمبر ۱۹۸۲ء کو حضور نے مستشرقین کے اعتراضات کا جواب دینے کیلئے علمی خدمات پیش کرنے کی تحریک فرمائی۔ اور متعدد ریسرچ ٹیموں کی تشکیل دی۔ خلافت رابعہ کے نمایاں ترین کاموں میں سے ایک تحریک دعوت الی اللہ ہے۔ ۲۸ جنوری ۱۹۸۳ء کو حضور نے دعوت الی اللہ کی منظم تحریک کا آغاز فرمایا۔ اسی تحریک نے خلافت رابعہ کا ہراول دستہ بن کر نئی نئی قوموں اور علاقوں کو فتح کیا۔ اور دُنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب کی بنیاد ڈالی۔ حضور کی دُعاؤں سے ہزارہا داعیان الی اللہ نے فتوحات کے جھنڈے گاڑے۔

حضور جب مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ اُس وقت احمدیت ۸۰ ممالک میں قائم تھی۔ اور حضور کی وفات کے وقت ۱۷۵ ملکوں میں جماعت مستحکم بنیاد پر قائم ہو چکی تھی۔

پاکستان اور دیگر ممالک میں مخالفین احمدیت نے جماعت کی ۲۰ مساجد کو شہید کیا دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ۱۳۰۶۵ نئی مساجد تعمیر کرنے کی توفیق دی۔ نیز ہزاروں وہ مساجد بھی ہیں جو مقتدیوں سمیت جماعت کو ملیں۔

۲۷ فروری ۱۹۹۳ء سے حضور نے ایم ٹی اے پر عالمی درس القرآن کا سلسلہ شروع فرمایا جس میں آپ نے بیسیوں الجھے ہوئے مسائل پر سیر حاصل رہنمائی فرمائی۔ اُن میں نظام وراثت۔ شان نزول۔ معجزات، عورتوں کا مقام وغیرہ شامل ہیں۔ نیز آپ نے عالمی درس القرآن کے ذریعہ مستشرقین اور شیعوں کی طرف سے کیے جانے والے اعتراضات کے مدلل اور مسکت جواب دیئے۔

حکومت پاکستان نے جماعت کے خلاف مزعومہ قرطاس ابیض شائع کیا تھا۔ بعنوان قادیانیت اسلام کیلئے سنگین خطرہ۔ حضور نے ان بے بنیاد الزامات کے ۱۸ خطبات کے ذریعہ دندان شکن جواب دیئے۔ جو جماعت کے علم کلام میں بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔

تراجم قرآن

جماعت احمدیہ کی ایک نمایاں خدمت تراجم قرآن کریم سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ہمارا ماٹو دُنیا کی تمام زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنا ہے۔ سن ۲۰۰۲ء تک جماعت نے دنیا کی ۵۶ زبانوں میں قرآن کریم کے مکمل تراجم کی توفیق پائی۔ تراجم قرآن کریم کی تعداد ۵۸ ہے۔ اور دُنیا کے ۱۱۲ زبانوں میں منتخب آیات ومنتخب احادیث رسول اور حضرت مسیح موعودؑ کے منتخب اقتباسات شائع ہو چکے ہیں۔

تحریک وقف نو: ۳ اپریل ۱۹۸۷ء کو حضور نے نئی صدی کی ضروریات کو پوری کرنے کیلئے تحریک وقف نو کا اعلان فرمایا۔ جس میں اب تک ۲۸۰۰۰ ہزار سے زائد بچے شامل ہو چکے ہیں۔ اور یہ تاریخ عالم کی ایک منفرد اسکیم ہے۔

بادشاہوں کا قبول احمدیت

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو الہام ہوا تھا کہ:۔

’’بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے‘‘ خلافت رابعہ کے بابرکت دور خلافت میں زیادہ شان کے ساتھ یہ الہام پورا ہوتا نظر آیا۔ جن میں سے چار نے حضور کے دستِ مبارک سے پارچات کا تبرک حاصل کیا۔

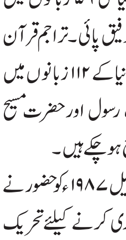

ADEEBA APPAREL'S
Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan
Farash Khana Delhi- 110006
Tanveer Akhtar 08010090714,
Rahmat Eilahi 09990492230

خلافت خامسہ کے دس سال پورے ہونے پر چند اشعار

خدا نے دکھائی ہمیں یہ خلافت
ہے مسرور آقا خلیفہ خدا کا
شہزادہ ہے وہ امن آشتی کا
عطا کر خدایا انہیں عمر لمبی
حفاظت میں مولا تُو آقا کو رکھنا
سنہری ہو ان کا یہ دورِ خلافت
جِلو میں فرشتوں کے ربوہ بھی جائیں
ہمیں بھی خلیفہ کا خادم تُو رکھنا

خلافت کے دس سال سبکو مبارک
جو ہر آن کرتا ہے دیں کی اشاعت
سدا دور کرتا ہے دنیا سے نفرت
کریں تیرے دیں کی ہمیشہ وہ خدمت
رہے اسکو حاصل سدا تیری نصرت
وہ دیکھیں ترے دین کی شان و شوکت
ہے حاصل خدایا تجھے ساری قدرت
کریں ہم خلافت کی دل سے اطاعت

سدا شکر کرتا ہے مومن خدا کا
ہمیں رب نے دی ہے خلافت کی نعمت

خواجہ عبدالمومن اوسلو۔ ناروے

مباہلہ کا تاریخی چیلنج

جماعت پر لگائے جانے والے بے بنیاد جھوٹے الزامات کا جواب دینے کے باوجود مخالفین جب اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو حضور نے تمام معاندین اور مخالفین کو ۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو آسمانی عدالت میں حاضری کا چیلنج دیا۔ نتیجتاً بہتوں کے حق میں خدا کی تقدیر ظاہر ہوئی۔ اُن میں سے سب سے نمایاں نام صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کا ہے۔ آپ کے عہد خلافت میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار ایسے نشانات ظاہر فرمائے۔ بعض مارے گئے اور بعض زندہ رہ کر ذلیل وخوار ہوئے۔

آپ نے ۱۹۹۲ء میں ایم ٹی اے کی عالمگیر روحانی نہر جاری فرمائی۔ مجالس علم وعرفان کا سلسلہ جاری ہوا۔ ۱۹۹۳ء سے عالمی بیعت کا عظیم روحانی سلسلہ شروع ہوا۔ جس میں کروڑوں کی تعداد میں نئے افراد بیعت کرکے داخل سلسلہ ہوئے۔ دُنیا بھر میں سینکڑوں کی تعداد میں تبلیغی مشنوں کا جال بچھایا گیا۔ کثیر تعداد میں غیر ممالک میں مبلغین کے وفود بھجوائے۔ مغرب کے بُت خانوں میں مساجد تعمیر ہوئیں۔ روس میں احمدیت کا نفوذ آپ ہی کے بابرکت دور میں ہوا۔ نئی نئی زمینیں فتح ہوئیں۔ روحانیت کے لحاظ سے بنجر اور بے آب وگیا علاقوں تک اللہ اور اُس کے رسول کا نام پہنچایا گیا۔ غرض صدیوں کا سفر آپ نے دہاکوں میں طے کروایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ ۲۷ اگست ۱۹۹۳ میں فرمایا:

’’میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسے لوگ سو سال کی عمریں بھی پائیں گے اور مرجائیں تو نامرادی میں مریں گے اور کسی مجدد کا منہ نہیں دیکھیں گے۔ اُن کی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلیں جائیں۔ خدا کی قسم خلافت احمدیہ کے سوا کہیں اور مجددیت کا منہ نہ دیکھیں گی۔ یہی وہ تجدید دین کا ذریعہ بنایا گیا ہے جو ہر صدی کے سر پر ہمیشہ جماعت کی ضرورتوں کو پورا کرتا چلا جائے گا۔

(بحوالہ ماہنامہ خالد مئی ۱۹۹۶)

عہد خلافت خامسہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے بعد بے چین دلوں کو اُس وقت قرار ملا جب خلافت کے مبارک منصب پر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب فائز ہوئے۔ آپ کو قبل ازیں جماعت کے اہم اور ممتاز عہدہ پر خدمات بجالانے کی سعادت ملی۔

آپ نے اب تک کے اپنے عہد خلافت کے دس سالہ عرصہ میں جماعت کی تعلیم وتربیت کی طرف خصوصی توجہ دلائی اور تبلیغ و اشاعت دین کے عظیم مقصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے ۔ متعدد اہم تحریکات اور منصوبوں کو جماعت کے سامنے رکھا۔ جن میں طاہر فاؤنڈیشن کا قیام ، احمدی ڈاکٹرز کو وقف عارضی کی تحریک، صدسالہ خلافت احمدیہ جوبلی کی تحریک۔ سونامی لہروں کے قہر زدگان کی امداد کیلئے ریلیف فنڈ کی تحریک۔ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کیلئے مالی قربانی کی تحریک ۔ افریقہ میں مساجد، مشن ہاؤسز، اسکولوں اور ہسپتالوں کی تعمیرات کے سلسلہ میں خدمت کیلئے احمدی آرکیٹیکٹ اور انجینئرز کو آگے آنے کی تحریکات قابل ذکر ہیں۔

الغرض حضور کے دور خلافت کے عرصہ دس سالوں میں ۲۹ نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ ۹۱۱ نئے دیار التبلیغ قائم ہوئے۔ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی ۲۴ گھنٹوں کی ڈیجیٹل نشریات میں اب تین نئے چینل کا اضافہ ہوچکا ہے۔ جس کے ذریعہ ۲۴ گھنٹے اشاعت اسلام اور قرآن کے حقائق ومعارف دنیا کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔

تجدید دین اور اشاعت اسلام کے بلند ترین مقصد سے قادیان اور ربوہ میں شروع سے جاری جامعہ احمدیہ کے علاوہ اب گھانا، کینڈا، انڈونیشیا، بنگلہ دیش اور لندن میں بھی جامعہ احمدیہ کھولے جاچکے ہیں۔

علاوہ ازیں آفات ارضی وسماوی کے موقعوں پر بلا لحاظ مذہب وملت نوع انسان کی بے لوث خدمت کیلئے قائم جماعتی تنظیم Humanity First کام کررہی ہے۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت احمدیہ کے زیر سایہ وفا کے ساتھ رہنے اور جملہ برکات خلافت سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ ۞

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت قرآن مجید کی ہر آیت سے ثابت ہوسکتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

’’میں کہتا ہوں کہ کوئی شخص ایسی بات پیش کرے جس کا جواب قرآن مجید میں موجود نہ ہو مگر آج تک کوئی ایسی بات پیش نہیں کرسکا ایک دفعہ کوئی غیر احمدی مولوی آیا اور کہنے لگا مرزا صاحب کی سچائی قرآن کی آیت سے بتائیں؟ میں نے کہا مرزا صاحب کی سچائی ہر آیت سے ثابت ہوسکتی ہے وہ کہنے لگا اچھا اس آیت سے ثابت کر کے دکھائیں:

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَمَا هُمۡ بِمُؤۡمِنِيۡنَ○ البقرہ آیت 9

میں نے کہا یہ آیت ہمیشہ کے لیے ہے یا صرف اس زمانہ کے لیے؟ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کا یہ کتنا بڑا ثبوت ہے اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ قرآن کی موجودگی میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو مونہہ سے تو کہیں گے کہ ہم قرآن پر یقین رکھتے ہیں مگر وہ مسلمان نہیں ہوں گے اگر امت محمدیہ میں سب نیک لوگ ہی پیدا ہوتے تو پھر نبی کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن اگر امت محمدیہ نے بگڑ جانا تھا تو ان کے لیے خدا تعالیٰ کے مامور کی یقیناً ضرورت تھی چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہی بتاتا ہے کہ ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو منافق ہوں گے جو مونہہ سے تو کہیں گے کہ ہم مسلمان ہیں مگر دل سے نہیں ہوں گے تو ضرور ہے کہ کوئی ایسا شخص ہو جوان کو حقیقت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت بنائے‘‘ (الفضل 24 مئی 1944ء)

تحریک جدید کی دوسری ششماہی

مخلصین جماعت سے دردمندانہ اپیل

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ تحریک جدید کے وعدوں کا سال یکم نومبر سے شروع ہوکر 31 اکتوبر کو ختم ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے 30 اپریل کو سال رواں کے چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے افراد جماعت احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تحریک جدید کے 79 ویں سال کے بابرکت اعلان پر مشتمل خطبہ جمعہ 9 نومبر 2012 کے مدنظر اپنے وعدوں میں خوشکن اضافہ کیا ہے۔ لیکن چھ ماہ کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی بعض جماعتوں کے وعدوں کے بالمقابل وصولی بہت کم ہوئی ہے۔ جو فکر انگیز ہے۔ واضح رہے کہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مرحمت فرمودہ ٹارگیٹ کو پورا کرنے کیلئے اب صرف چھ ماہ کا مختصر سا عرصہ ہی باقی رہ گیا ہے جبکہ چندہ تحریک جدید کی جلدتر ادائیگی سے متعلق بانی تحریک جدید حضرت مصلح موعودؓ کا تاکیدی ارشاد ہے کہ

’’احباب کو کوشش کرنی چاہیئے کہ جلد تحریک جدید کا چندہ ادا ہو۔ ایک دن کا ثواب بھی معمولی نہیں کہ اس کو چھوڑا جائے‘‘۔ (خطاب از مجلس مشاورت فرمودہ ۱۲ اپریل ۱۹۳۶)

نیز فرمایا: ’’اس تمہید کے بعد تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتا ہوں اور تحریک کرتا ہوں کہ دوست زیادہ سے زیادہ اس میں چندہ لکھوائیں اور پھر اسے جلد ادا کرنے کی کوشش کریں‘‘۔

واضح رہے کہ تحریک جدید کے بیشتر اخراجات کا تعلق چونکہ اکناف عالم میں تبلیغ واشاعت دین سے ہے اس لئے حضورؓ نے سیکرٹریانِ مال کو بھی یہ تاکیدی ہدایت فرمائی ہے کہ:

’’چونکہ تحریک جدید کو اپنے کاموں کیلئے فوراً روپیہ کی ضرورت ہے سیکریٹریوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ روپیہ جمع نہ رکھیں بلکہ ساتھ ساتھ فنانشل سیکریٹری (جواب وکیل المال کہلاتا ہے) کے نام بھجواتے رہیں۔‘‘

(مالی قربانیاں صفحہ ۴۳)

جماعتوں کو ان کے سال کے مجموعی وعدوں اور ۳۰/ اپریل تک ادائیگی کی ششماہی پوزیشن بذریعہ ڈاک بھجوائی جارہی ہے۔ جملہ امراء، صدر صاحبان اور سیکرٹریان تحریک جدید سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں کے بجٹ کا جائزہ لیکر مخلصین جماعت کے وعدوں کی صد فیصد وصولی کے سلسلہ میں موثر کاروائی کریں اور انسپکٹران تحریک جدید کے ساتھ بھی بھرپور تعاون فرماویں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو بارآور کرے اور تمام مخلصین جماعت کے اموال میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے اور انہیں اپنے بے پناہ فضلوں، رحمتوں اور برکتوں سے نوازے۔ آمین

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

شعبہ دعوت الیٰ اللہ بھارت کا نیا TollFree نمبر
1800 3010 2131

بکھرے موتی

امتحانی پرچہ کشفی طور پر دکھایا جانا

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب مولف حیات ناصر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے متعلق بیان فرماتے ہیں:۔

آپ نے اپنی خلافت کے دوران ایک بار بیان فرمایا کہ ان دنوں اگرچہ آپ بطور پرنسپل تو اپنی ذمہ داریاں پوری طرح ادا کر لیتے تھے لیکن غیر معمولی جماعتی مصروفیات اور حضرت مصلح موعودؓ کے تفویض کردہ کاموں کی وجہ سے اپنی کلاس کو پورا وقت نہ دے سکتے تھے اور اس طرح پورا سلیبس ختم نہیں ہوسکتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ دعا کے نتیجے میں اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ آپ کو رؤیا میں اس سال کا یونیورسٹی کا پرچہ نظر آ جاتا اور آپ کلاس کو بتائے بغیر ان سوالات پر مشتمل جامع نوٹس تیار کر کے چند لیکچروں میں اس مضمون کے متعلقہ حصے پڑھا لیتے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ آپ کے مضمون میں کلاس کا نتیجہ ہمیشہ باقی مضامین سے بہتر ہوتا۔ آپ کے شاگرد صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب اس امر کے چشم دید گواہ ہیں۔ اس ضمن میں وہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۵۸ء، ۱۹۵۹ء کے سال غیر معمولی دینی مصروفیت کی وجہ سے آپ اپنی بی۔اے کی کلاس کو سیاسیات کے مضمون کا پورا کورس ختم نہ کروا سکے اور اس دوران سالانہ امتحان شروع ہوگیا۔ سیاسیات کے پرچے سے تقریباً دو روز قبل آپ نے ان کو ایک کاغذ پر تین سوالات لکھ کر بھجوائے اور ان کے جوابات بھی ٹائپ کروا کر بھجوائے اور فرمایا کہ یہ بھی پڑھ لینا اور باقی کلاس کے لڑکوں کو بھی بتا دینا۔ صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک سوال مارشل لاء کی حکومت میں اور آئینی حکومت میں صدر مملکت کے اختیارات کے بارے بھی تھا اور ۱۹۵۸ء کے مارشل لاء کی وجہ سے ہمارا یہ خیال تھا کہ یہ سوال تو امتحان میں بالکل نہیں آسکتا بہرحال ہم نے یہ تینوں سوال تیار کر لئے اور جب سیاسیات کا یونیورسٹی کا پرچہ آیا تو اس میں یہ تینوں سوالات موجود تھے۔ اس موقع پر آپ نے ان سوالات کا کوئی پس منظر بیان نہیں کیا۔ بعد میں خلافت کے دوران ایک جلسہ کے دوران خطاب فرماتے ہوئے اس امر کا اظہار فرمایا کہ وہ پرچہ آپ کو کشفی حالت میں دکھایا گیا تھا۔ (حیات ناصر جلد اول صفحہ 220-221)

مجھے یوں نظر آتا تھا کہ اس کتاب کے سارے صفحے بالکل خالی اور کورے ہیں

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ کسی بحث کے دوران میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کسی مخالف نے کوئی حوالہ طلب کیا اس وقت وہ حوالہ حضرت کو یاد نہیں تھا اور نہ آپ کے خادموں میں سے کسی اور کو یاد تھا لہٰذا شماتت کا اندیشہ پیدا ہوا مگر حضرت صاحب نے بخاری کا ایک نسخہ منگایا اور یونہی اس کی ورق گردانی شروع کر دی اور جلد جلد ایک ایک ورق اس کا الٹانے لگ گئے اور آخر ایک جگہ پہنچ کر آپ ٹھہر گئے اور کہا کہ لو یہ لکھ لو۔ دیکھنے والے سب حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اور کسی نے حضرت صاحب سے دریافت بھی کیا۔ جس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ جب میں نے کتاب ہاتھ میں لے کر ورق اُلٹانے شروع کئے تو مجھے کتاب کے صفحات ایسے نظر آتے تھے کہ گویا وہ خالی ہیں اور ان پر کچھ نہیں لکھا ہوا اسی لئے میں ان کو جلد جلد الٹاتا گیا آخر مجھے ایک صفحہ ملا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا اور مجھے یقین ہوا کہ یہ وہی حوالہ ہے جس کی مجھے ضرورت ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرف کیا کہ سوائے اس جگہ کے کہ جس پر حوالہ درج تھا باقی تمام جگہ آپ کو خالی نظر آئی۔ (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۲۸۲ روایت نمبر ۳۰۶)

اللہ تعالیٰ علیم اور قدیر ہے

خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس سابق مبلغ بلاد عربیہ و انگلستان فرماتے ہیں:

۱۹۲۸ء کا ذکر ہے جبکہ میں بمقام حیفا ایک ہوٹل میں مقیم تھا۔ ایک روز جبکہ میں اس کی دوسری منزل کی بالکنی (شاہ نشین) پر بیٹھا ہوا تھا۔ نابلس کے دو مشہور تاجر جو اسی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے مجھ سے ملے اور دورانِ گفتگو ان میں سے ایک نے اس حدیث کے متعلق سوال کیا۔ میں نے اس کا عام مفہوم بتایا لیکن ان کی تسلی نہ ہوئی۔ اس نے کہا۔ یہ بات غیر معقول نظر آتی ہے کہ اگر ایک شخص پیدا نہ ہوتا تو ساری دنیا ہی پیدا نہ کی جاتی۔ اس کے اعتراض سے میں نے اپنے دل میں ایک اضطراب کی سی کیفیت محسوس کی اور یہ خواہش زور سے پیدا ہوئی کہ کوئی ایسا حل معلوم ہو جائے جس سے ان کی تسلی ہو جائے۔ الحمدللہ! کہ میرے دل میں دفعتہً ایک مضمون ڈالا گیا جو میں نے تفصیل سے ان کے سامنے بیان کیا۔ میں نے کہا۔ جب انسان کسی چیز کی ساخت شروع کرتا ہے تو اس کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ اس کو ایسا مکمل بنائے کہ اس میں کوئی نقص باقی نہ رہے اور وہ اپنی طرف سے اس میں کوشش کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھتا۔ لیکن انسانی کاموں میں نقص رہ جانے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ نہ تو انسان کا علم کامل ہوتا ہے اور نہ اسے ہر چیز پر قدرت حاصل ہوتی ہے مثلاً گھڑی ساز جو اپنے فن میں کیسا ہی ماہر کیوں نہ ہو ایسی گھڑی ہرگز نہیں بنا سکتا جو ہر وقت چلتی رہے اور اس میں نقص کبھی پیدا نہ ہو۔ وہ ایسی گھڑی کیوں نہیں بنا سکتا؟ اس لئے کہ اس کو علم تام نہیں اور وہ ایسا میٹریل پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا جو ہمیشہ ہمیش کام دے اور کوئی خرابی اور نقص کبھی اس میں دخل نہ پا سکے۔ پس انسانی کاموں کا نقص عدم علم کامل اور عدم قدرت کاملہ کا نتیجہ ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ علیم بھی ہے اور قدیر بھی۔ اس کا علم بھی کامل ہے اور اس کی قدرت بھی کامل۔ پس جب وہ کسی چیز کے بنانے کا ارادہ کرے تو وہ ناقص کسی طرح رہ سکتی ہے۔

اس حدیث قدسی کا مفہوم یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب میں نے مخلوقات کا سلسلہ شروع کیا اور تمام مخلوقات میں سے انسان کو اشرف ٹھہرایا تو ضروری تھا کہ میں اس اعلیٰ اور کامل انسان کو بھی پیدا کرتا جس پر دائرہ کمالات انسانی ختم ہو جاتا اور اس سے بڑھ کر کسی انسان میں کمالات انسانی کا پایا جانا متصور نہ ہوسکتا اور وہ کامل انسان تُو ہے جو ''ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال'' کا مصداق اور دائرہ انسانیت کا نقطہ مرکز یہ ہے۔ اس لیے اگر تیرا پیدا کرنا مدنظر نہ ہوتا تو میں سلسلہ مخلوقات کو شروع ہی نہ کرتا۔ جب شروع کیا تو تیرا (جو کامل انسان ہے) پیدا کرنا بھی ضروری تھا یہ سن کر وہ تاجر خوش ہوئے اور کہا کہ آج اس حدیث کا صحیح مفہوم معلوم ہوا ہے۔

(شرح القصیدہ صفحہ ۱۲۰، ۱۲۱)

زمین پر چاروں طرف وسیع روشنی پھیل گئی اور راستہ صاف صاف نظر آنے لگا

محترم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم مجاہد تحریک شدھی فرماتے ہیں:

''گنگا پار ایک گاؤں نگریا جواہر تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ لوگ شدھ کی طرف مائل ہیں۔ چنانچہ میں نے اس گاؤں میں ایک جلسہ کرنے کا پروگرام بنایا مولوی جلال الدین صاحب شمس اس علاقے میں مناظر مقرر تھے۔ جہاں کہیں آریوں میں مناظرہ ہونا ہوتا مولوی صاحب کو آگرہ سے بلا لیا جاتا اس لیے میں نے احتیاطاً مولوی صاحب کو بھی بلا لیا۔ میں، مولوی صاحب، محمد یامین کتب فروش اور دیگر ایک دو احباب ہم شام کو نگریا جواہر پہنچ گئے۔ رات کو جلسہ ہوا میں نے اور مولوی صاحب نے تقریریں کیں۔ ایک غیر احمدی مولوی بھی آئے ہوئے تھے۔ وہ بھی کچھ بولے۔ جلسہ ختم ہونے پر ملکانوں نے کہا۔ یہاں کے ہندو بہت شریر قسم کے ہیں۔ ان کی نیت فساد کی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ رات کو کچھ گڑبڑ کریں۔ ہم کمزور ہیں آپ کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ بہتر ہے ابھی آپ یہاں سے چلے جائیں۔ ویسے حضرت صاحب کا حکم بھی تھا کہ خطرے والے مقام پر رات کو نہ ٹھہرا جائے۔

چنانچہ ہم پانچ چھ آدمی جلسہ ختم ہونے پر قریباً 12 بجے رات کو وہاں سے فرخ آباد کی طرف چل پڑے۔ فرخ آباد یہاں سے آٹھ دس میل پر تھا۔ جب ہم تین چار میل پر پہنچے تو راستہ بھول گئے۔ دو بجے رات کا وقت ہوگا کہ ہم راہ سے بھٹک کر کبھی نصف میل ادھر کبھی نصف ادھر گھومنے لگے اور راستہ پر نہ پڑ سکے اب ہم میں سے ہر ایک خدائے تعالیٰ کے حضور دعا میں مصروف ہوگیا۔ رات کا وقت اور اندھیرا گھپ، راستے میں نہ کوئی آدم نہ آدم زاد۔ ایسے وقت میں مسافر کی پریشانی بڑی قابل رحم ہوتی ہے۔ اس کیفیت کو وہی سمجھ سکتا ہے جو کبھی اس حالت سے دوچار ہوا ہو۔ خدا تعالیٰ کی ذرہ نوازی تھی کہ اس نے ہم بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھانے کے لئے ایک عجیب نشان ظاہر فرمایا۔ دعائیں جاری تھیں کہ ہمارے دائیں ہاتھ ذرا فاصلے پر ایسا معلوم ہوا کہ گندم کے گٹھوں کو آگ لگ گئی ہے حالانکہ گندم کا موسم نہ تھا۔ یہ آگ وسیع رقبہ پر پھیل گئی اور بلند ہوتی گئی۔ اتنی بلند اور وسیع روشنی کہ ہم نہایت آسانی سے ٹھیک راستے پر جا پہنچے۔ زمین پر چاروں طرف وسیع روشنی پھیل گئی اور راستہ صاف صاف نظر آنے لگا۔ غیر احمدی مولوی صاحب تو بہت ڈرے کہ یہ شاید جن ہیں۔ اور ہمارے بیچوں بیچ چلنے لگے لیکن ہم بہت خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری عین وقت پر راہنمائی فرمائی۔ چنانچہ گنگا کا پل یہاں سے دو اڑھائی میل پر تھا جب تک ہم لوگ پل پر نہ پہنچے۔ یہ روشنی بدستور رہی اور جونہی ہم پل پر پہنچے روشنی ختم ہوگئی۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

(میری کہانی، خودنوشت سوانح حضرت ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم صفحہ 70-71)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
نسخہ سرمہ نورو کاجل اور حبّ اٹھرہ وزد جام عشق کیلئے رابطہ کریں

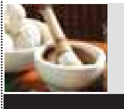

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)
عبدالقدوس نیاز (موبائل) 098154-09445

اذکروا موتاکم بالخیر : میرے پیارے والد

محترم مظہر حسین صابر صاحب

شکیل احمد طاہر قادیان۔واقف زندگی

افسوس! خاکسار کے والد محترم مورخہ 26 مارچ 2013ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پاگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۸۹ برس تھی۔ والد محترم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنی زندگی وقف کرکے ۱۹۴۹ء کے اواخر میں قادیان کی آبادی کیلئے تشریف لائے تھے۔

خاکسار کے محترم والد صاحب الحمد للہ واقف زندگی تھے۔ اور اپنی ساری زندگی وقف کی روح سے گزاری۔

آپ نے وطن عزیز شاہجہان پور اور اپنے عیش وآرام کو چھوڑ کر قادیان کی مقدس بستی میں رہنے کو ترجیح دی اور قادیان میں درویشانہ زندگی بسر کی۔ ایک چھوٹی سی چائے کی دوکان گزر اوقات کا ذریعہ تھی۔ کچھ سالوں تک صدر انجمن احمدیہ قادیان کے مختلف دفاتر میں خدمت سرانجام دینے کا موقع ملا۔ آپ کے وقف او رقربانی کو دیکھتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مستقل طور پر فیملی سکیل میں وظیفہ جاری فرما دیا تھا۔ انتہائی ملنسار سادہ لوح، حلیم الطبع اور ہر حال میں خدا تعالیٰ کی رضا پر صابر وشاکر رہنے والے بزرگ تھے۔ خلافت سے بے پناہ محبت تھی اور اپنی اولاد کو ہمیشہ ہی خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔

محترم والد صاحب موصی تھے۔ محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب شریک ہوئے۔ بعد جنازہ بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم ناظر اعلیٰ صاحب نے دُعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ والد صاحب کی مغفرت فرمائے۔ آپ کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔

محترم والد صاحب نے اپنے پیچھے دو بیٹے محترم غلام حسین صابر صاحب اور خاکسار شکیل احمد طاہر واقف زندگی نیز سات بیٹیاں اور پوتے پوتیوں نواسے نواسیوں کی ایک بڑی تعداد یادگار چھوڑی ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے تین پوتے خورشید احمد طاہر مبلغ سلسلہ، وسیم احمد صابر مبلغ سلسلہ اور نبیل احمد طاہر واقف زندگی ہیں اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے مختلف دفاتر میں خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کا پڑپوتا فوزان طاہر جو چار ماہ کا ہے بھی تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ والد صاحب کی چار بیٹیاں قادیان میں اور تین بیٹیاں پاکستان میں بیاہی گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سبھی کو لمبی عمر عطا فرمائے اور سب کا حافظ وناصر ہو اور خلافت وجماعت سے مضبوطی سے جڑے رہنے کی توفیق دے۔

محترم والد صاحب نے اپنے حالات زندگی بعنوان ''میری زندگی کی ناقابل فراموش یادیں'' مشکوٰۃ مارچ ۲۰۰۳ صفحہ ۱۶ میں شائع فرمائی تھی قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

''طالب علمی کا زمانہ تھا۔ عمر غالباً دس سال کی ہوگی۔ اسکول میں لڑکے اکثر قادیانی کہہ کر چھیڑا کرتے تھے، مجھے اس بات کا علم نہ تھا کہ قادیانی کیا ہوتے ہیں۔ اس وقت نماز کی باقاعدگی بھی نہ تھی۔ والد صاحب کے کہنے پر کبھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ یہ بات تو ذہن میں تھی کہ محترم والد صاحب نمازیں گھر میں پڑھتے تھے اور وہ کسی مسجد میں نماز پڑھنے نہیں جاتے نہ کبھی اس طرف دھیان ہوا کہ لوگ والد صاحب کو قادیانی کیوں کہتے ہیں۔ اسکول سے فارغ ٹائم میں کبھی کبھی محترم والد صاحب دوکان پر بٹھاتے تھے۔ اکثر لوگوں سے اباجی کا تبادلہ خیالات ہوتا رہتا تھا ان کی گفتگو سے مجھے یہ سمجھ آجاتی تھی کہ ہمارا مذہب اسلام ہے۔ ایک مرتبہ میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا کہ لوگ ہمیں قادیانی کیوں کہتے ہیں۔ والد صاحب نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں جب مسلمان اور دوسری قومیں بگڑ جائیں گی تو امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ اور وہ ظہور قادیان کی مقدس بستی میں ہو چکا ہے جو پنجاب کے ضلع گورداسپور میں ایک قصبہ ہے۔ جس کا نام گرامی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے۔ میں نے امام مہدی کو مان لیا ہے۔ بات گزرتی گئی وقت بدلتا گیا۔ ایک دفعہ غیر احمدیوں کی مسجد میں نمازِ تراویح پڑھنے چلا گیا۔ جب محترم والد صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ بیٹا ہم لوگ احمدی ہیں ان کے پیچھے ہماری نماز نہیں ہوتی۔ غیر احمدیوں کی مسجد میں نہ جانا۔ وہ دن اور آج کی گھڑی، میں کبھی بھی کسی غیر احمدی مسجد میں نماز کیلئے نہیں گیا۔ جیسے جیسے عمر بڑھتی رہی۔ ہمیں احمدیت واسلام کی سمجھ آتی گئی۔ ابا جی سب بہنوں اور بھائیوں کو جمع کر کے گھر میں نماز پڑھا کرتے تھے اور اس طرح آہستہ آہستہ نماز کی عادت پڑگئی۔ پھر ہندوستان اور پاکستان کا مسئلہ شروع ہوگیا۔ قتل وغارت لوٹ مار ظلم وستم کا دور شروع ہوگیا۔ ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑک اُٹھی۔ پنجاب سے اکثر مسلمان پاکستان ہجرت کر گئے اور اس طرح قادیان کی آبادی بھی پاکستان منتقل ہوگئی۔ قادیان میں صرف ۳۱۳ درویش مرکزی حفاظت کیلئے رہ گئے۔ محترم والد صاحب نے تعلیم وتربیت سے میرے ذہن میں قادیان کی محبت بٹھادی تھی۔ اس وقت جب دُنیا بربریت کا شکار تھی۔ اس عاجز نے کن حالات میں قادیان کیلئے رخت سفر باندھا اس کی مختصر روئیداد قارئین کے استفادہ کیلئے پیش کررہا ہوں۔

قارئین کرام سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی تحریک مبارک پر لبیک کہتے ہوئے اس عاجز نے قادیان آنے کا فیصلہ کیا، اور قادیان کیلئے اپنی زندگی وقف کرنے کا فارم پر کر کے مستقل رہائش کے لئے اپنا نام پیش کردیا۔ اور جماعت احمدیہ شاہجہان پور سے خاکسار نے برابر رابطہ بنائے رکھا۔ خاکسار کا فارم ''وقف برائے قادیان'' اور خط قادیان بھجوا دیا گیا۔ مرکز سے کرایہ کی رقم بھی آگئی اور ہم نے اپنے والد محترم احمد حسین صاحب شاہجہان پوری کے ساتھ قادیان کیلئے سفر اختیار کیا۔ ہمارے ہمراہ اودے پور کٹیا کے احمدی احباب بھی تھے۔ جب ہم شاہجہان پور اسٹیشن پر پہنچے۔ تو یہاں پر ہزاروں کی تعداد میں غیر احمدی مسلمان جمع تھے۔ انہوں نے ہم سے معلوم کیا کہ آپ لوگ کہاں جارہے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہم لوگ قادیان جارہے ہیں جو امرتسر کے قریب ہے۔ انہوں نے حیران ہوکر کہا، تو پھر آپ موت کے مونہہ میں جارہے ہیں۔ شام کو گاڑی میں سوار ہوئے۔ بڑی گھبراہٹ وخوف وہراس کا ماحول تھا۔ خدا خدا کر کے دہلی سٹیشن پر پہنچے۔ یہاں مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی موجود تھے۔ انہوں نے سفر کیلئے کچھ کھانا پیش کیا اور کہا جاؤ خدا کے حوالے۔ اور ہمارا چھوٹا سا قافلہ امرتسر سٹیشن پر پہنچا۔ یہاں محترم فضل الٰہی خان صاحب مرحوم درویش ہمیں لینے کیلئے آئے ہوئے تھے۔ اور ہم قادیان کی گاڑی میں سوار ہوگئے اور خیریت کے ساتھ قادیان پہنچ گئے۔ الحمد للہ۔ خدا تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا۔ ہماری شادی ہوچکی تھی۔ تین بچے ہمارے ہمراہ تھے۔ کچھ عرصہ تک ہمیں لنگرخانہ سے کھانا ملتا رہا۔ پھر مبلغ ۵۳ روپے ماہوار ہمارا وظیفہ جاری ہوا۔ اور ہدایت ہوئی کہ آپ لوگ اپنا کھانا خود اپنے گھر میں بنالیا کریں۔''

محترم والد صاحب کے والد محترم احمد حسین صاحب شاہجہانپوری کی بیعت کا والد صاحب کی زبانی ایمان افروز واقعہ ماہانہ مشکوٰۃ جون ۲۰۰۱ صفحہ ۱۴ میں شائع ہوا ہے جو قارئین بدر کیلئے پیش کیا جارہا ہے۔

''۱۹۲۰ء غالباً فروری کا مہینہ تھا ایک (۶۰) ساٹھ سال کی عمر کا بزرگ پاکیزہ طبیعت بھاری بھرکم پٹھان محترم عزیز اللہ خان صاحب اثرؔ جو جواں مرد بڑی ہمت وطاقت رکھنے والے نڈر پڑھے لکھے شاہجہان پور میں محکمہ ہائی کورٹ میں ملازم تھے۔ اچانک ہماری دوکان پر حاضر ہوئے اور محترم والد صاحب سے مخاطب ہوئے۔ ''بھیا احمد حسین! کیا میں آپ کو ایک بات نہ بتاؤں؟'' والد صاحب نے کہا ''ضرور بتائیں''۔ قادیان جو پنجاب میں ایک قصبہ ہے جہاں ایک بزرگ جو مغل خاندان سے تعلق رکھتے ہیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب انہوں نے امام مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے۔ میں نے تو اُن کی بیعت کرلی ہے آپ کا کیا ارادہ ہے؟ والد صاحب نے فوراً جواب دیا کہ میری بھی بیعت کروا دیں اور اُسی وقت اباجی کا خط قادیان لکھ دیا گیا۔ محترم والد صاحب نے نہ کوئی کتاب دیکھی اور نہ کوئی نشان ومعجزہ طلب کیا جس طرح ایک شدت گرمی کا پیاسا پانی پر جھپٹ پڑتا ہے والد صاحب نے کسی قسم کی کوئی تحقیق نہیں کی اور نہ ہی کوئی سوال یا اعتراض کی شکل پیدا کی۔ محترم والد صاحب مسلمانوں کی بد اعمالی اور نافرمانی اور ان کی اسلامی تعلیم سے دوری کی وجہ سے بہت تنگ وپریشان تھے اور ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ مسلمان اپنی بد اعمالی اور نافرمانی کی وجہ سے اسلام سے دور جاپڑے ہیں۔ اس وقت ہمارا قصبہ میں کریانے کا بہت وسیع کاروبار تھا۔ لاکھوں روپے کا لینا دینا چلتا رہتا تھا۔ قبول احمدیت کی وجہ سے اب آہستہ آہستہ والد صاحب کی مخالفت شروع ہوگئی اور زوردار مخالفت نے تیزی پکڑلی۔ دوکان پر آمدورفت کم ہوگئی اور مسلمانوں کے ساتھ جو پہلے ایک دوستی کا رنگ تھا مخالفانہ روّیہ میں بدلتا گیا۔ حتیٰ کہ ملنا جلنا آنا جانا دعا سلام بند ہوگیا ہر طرف سے قادیانی کافر ہوگیا کی آوازیں آنے لگیں۔ مسلمانوں نے سخت بائیکاٹ کردیا۔ دھوبی۔ ماشکی۔ خاکروب کو گھر میں آنے سے روک دیا گیا دوکان کو بہت زبردست نقصان اٹھانا پڑا۔ مکان کے باہر کنواں تھا مخالفوں نے وہاں سے پانی بھی نہ لینے دیا۔ اسی زمانہ میں اباجی نے گھر میں نلکا لگوالیا پانی کی تکلیف دور ہوگئی۔ والد صاحب نے قصبہ کے مخالف مسلمانوں کا بڑی جواں مردی اور ہمت سے مقابلہ کیا اور کبھی بھی ہمت نہیں ہاری مخالفت بڑھتی گئی خاندان والے برادری کے لوگ بھی سب ساتھ چھوڑ گئے اور مخالفت کرنے لگے۔ شادی بیاہ میں بھی روک پیدا ہوگئی۔ قصبہ میں مسلمانوں نے بہت شور مچایا اور رات کو عشاء کے بعد ایک جلسہ عام کا انتظام کیا گیا تاکہ محترم والد صاحب کو احمدیت سے توبہ کرائی جائے۔ ایک زبردست مخالف مولوی کو بلایا گیا اور ہزاروں لوگ جمع ہوئے رات کو والد صاحب نے یہ معلوم کرلیا کہ وہ مولوی کہاں رہائش رکھتا ہے جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا والد صاحب اس کے پاس پہنچ گئے اور اس کو کہا کہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہوں کلمہ طیبہ پڑھتا ہوں اور اسلام دین محمدی ﷺ پر قائم ہوں۔ میرا کوئی عقیدہ اسلام کے خلاف نہیں ہے میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتا ہوں مجھے مسلمان کافر کہتے ہیں ہاں میں ایک بزرگ جو قادیان میں پیدا ہوئے یہ قصبہ پنجاب میں ہے۔ انہوں نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے میں نے اُن کو سچا سمجھ کر قبول کرلیا ہے۔ یہ تجویز والد صاحب نے بتائی اور خدا تعالیٰ کے حضور بہت دعائیں کیں کہ یا اللہ کریم میں نے تیرے ایک سچے اور راستباز امام مہدی کو قبول کرلیا ہے تو میری مدد فرما اور ان مخالفین کے حملوں اور ظلم اور ستم سے بچا۔ دعا کرنے کے بعد دوبارہ والد صاحب غیر احمدی مولوی کے پاس جلسہ عام سے پہلے جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے پہنچ گئے اور ایک پانچ روپے کا نوٹ ان کی خدمت میں پیش کردیا۔ مولوی صاحب نے والد

صاحب کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ تم بالکل نہ گھبراؤ جیسے میں کہوں ویسے کرنا جلسہ سے پہلے جب میں تمہیں بلاؤں تو تم فوراً آ جانا رات کو جلسہ میں ہزاروں لوگ جمع ہوئے غیر احمدی مولوی نے جلسہ عام سے خطاب سے پہلے مجھے بلایا کہ کہاں ہے وہ احمد حسین۔ بلاؤ اس کو! میں حاضر ہوا۔ غیر احمدی مولوی نے کہا کہ پڑھ کلمہ طیبہ میں نے کلمہ طیبہ با آواز بلند پڑھا غیر احمدی مولوی صاحب نے کہا کہ یہ تو مسلمان ہے کون کہتا ہے کہ یہ کافر ہے۔ جلسہ برخاست ہوا۔ اور تمام مسلمان منہ دیکھتے رہ گئے اور خدا تعالیٰ نے ابا جی کو ایک زبردست آزمائش سے بچا لیا۔ اور صرف پانچ روپے میں غیر احمدی مولوی صاحب بک گئے۔‘‘

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۷ اپریل ۲۰۱۳ء بروز بدھ بمقام مسجد فضل لندن میں بوقت ساڑھے دس بجے صبح آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ والد صاحب کو اعلیٰ علیین میں جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

❀❀❀

منقول: روزنامہ ہندسماچار جالندھر مورخہ ۱۴/اپریل ۲۰۱۳ صفحہ ۷)

پاکستان میں 35 لاکھ احمدیوں نے
انتخابات کا بائیکاٹ کرنے کا اعلان کردیا۔ ہندو نواز شریف کے ساتھ

ہم فدایانِ محمد مصطفیٰ ہیں

نور کردے صدق سے معمور کردے
صدق مفتاح کنوزِ اتقاء ہے
ہیں معاصی کے تلے ڈوبے ہوئے ہم
ہم فدایانِ محمد مصطفی ہیں
دیں کی خاطر جسم و جان بھی واردیں ہم
ہم غلامان مسیح آخریں ہیں

اے خدا تو کذب سے بس دور کردے
اس عطائے خاص سے مسرور کردے
سب خطاؤں سے ہمیں مبرور کردے
اک اسی کے عشق میں مخمور کردے
فکرِ دنیا سے فقط مہجور کردے
حصن ایقاں میں ہمیں محصور کردے

ہے یہ احقر بس تجھ ہی سے ملتجی اب
ہر قدم پہ ہر گھڑی منصور کردے

(سلیق احمد احقر، متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

جلسہ بین المذاہب پیس سمپوزیم سکندرآباد

23/مارچ/2013ء بعد نماز عصر تا مغرب احمدیہ مسجد نور میں مکرم محمد عبداللہ صاحب امیر جماعتِ احمدیہ کی صدارت میں جلسہ بین المذاہب پیس سمپوزیم کا آغاز مکرم محمد طلحہ صاحب کی تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔ عزیزم سید حلیم احمد مدثر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ خوش الحانی سے سنایا۔ بعد ازاں اِس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم سلطان محمد الہ دین صاحب سیکرٹری وقفِ نو سکندرآباد نے ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں قیامِ امن‘‘ کے عنوان سے کی۔ دوسری تقریر ہندو مذہب کے نمائندے جناب اے۔ گری پرساد گورو جی نے تلگو زبان میں کی۔ موصوف نے آپس میں پیار اور محبت کی اہمیت پر زور دیا۔ تیسری تقریر مکرم سردار نانک سنگھ صاحب نشتر نے سکھ ازم کی نمائندگی میں اردو زبان میں کی۔ انہوں نے بتایا کہ مساوات کے بغیر قیامِ امن ممکن نہیں ہے۔ چوتھی تقریر جناب .S.N.C راما کرشنما چاریولو صاحب نے بدھ ازم کی نمائندگی میں انگریزی زبان میں کی۔ موصوف نے مہاتما گوتم بدھ کی تعلیمات کے حوالے سے بتایا کہ انسان اگر بےضرر ہو جائے اور دوسروں کیلئے وہی کچھ کرے جو وہ خود اپنے لیے چاہتا ہے تو دنیا میں فسادات نہیں ہوں گے۔

بعدہٗ محترمہ پنڈت .R جیوتی سری صاحبہ نے آریہ سماج کی نمائندگی میں ہندی زبان میں تقریر کی انہوں نے مختلف شلوکوں کے حوالہ سے بنی نوع انسان کی خدمت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے بتایا کہ ذاتی مفادات کو ترک کرنا قیامِ امن کیلئے نہایت ضروری ہے۔ بعد ازاں خاکسار نے ’’مذہبی رواداری اور اسلام کی تعلیم‘‘ کے عنوان سے خطاب کیا۔ آخر پر مکرم صدرِ اجلاس نے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ معاشرہ میں موجود ہر شخص امن کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے سنجیدگی سے عمل کریگا تو امن کا قیام ممکن ہے۔ شکریہ احباب اور دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اس موقع پر تمام مہمانانِ کرام اور جماعتِ احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے بزرگان کیلئے ریفریشمنٹ کا انتظام مسجد کے صحن میں کیا گیا۔ جلسہ نہایت خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ کہ تمام احبابِ جماعت نے مقررہ فرائض کو بخوبی سرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں کو قبول فرمائے۔

(حافظ سید رسول نیاز مبلغ سلسلہ سکندرآباد)

غیر مسلم پبلک جلسوں میں جماعتی وفد کی شمولیت اور احمدی عالم کی تقریر

چنڈی گڑھ: ۱۰ مارچ ۲۰۱۳ گوردوارہ کے کھلے میدان میں سنت بابا گورو دیو سنگھ صاحب پردھان نانک سر کی طرف سے ایک جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں پنجاب کے چیف منسٹر جناب پرکاش سنگھ بادل، گولڈن ٹیمپل امرتسر کے ہیڈ گرنتھی صاحب کے علاوہ درجنوں سیاسی و مذہبی لیڈر صاحبان شامل ہوئے۔ مذکورہ پروگرام میں سنت صاحب کی طرف سے جماعت کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ چنانچہ مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر، مکرم سفیر احمد شمیم صاحب اور خاکسار پر مشتمل وفد اس پروگرام میں شامل ہوا۔ اس موقعہ پر خاکسار کو بھی تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔ خاکسار کی تقریر کے بعد سنت گورو دیو سنگھ صاحب، سنت بابا لکھا سنگھ صاحب لدھیانہ اور گیانی کرنیل سنگھ صاحب غریب انبالہ نے جماعت کی بےحد تعریف کی۔ یہ پروگرام چنڈی گڑھ میں کئی ٹی وی چینلز پر دکھایا گیا۔

کرنال: ۲۴ مارچ ۲۰۱۳ کو ہندو دھرم کی طرف سے جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد کیا گیا اس موقع پر خاکسار کو اسلام و احمدیت کی نمائندگی میں قریباً نصف گھنٹہ تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہزاروں افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔

لدھیانہ: ۱۳ اپریل ۲۰۱۳ بیساکھی والے دن لدھیانہ کے سنت ایشر سنگھ اسکول کے وسیع میدان میں سنت بابا ہر دیو سنگھ صاحب بٹھنڈہ کی طرف سے جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد کیا گیا۔ جس میں خاکسار کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ چنانچہ اس پروگرام میں خاکسار کے علاوہ مکرم سید کلیم الدین صاحب، مکرم سفیر احمد شمیم صاحب، مکرم صغیر احمد طاہر صاحب، مکرم وحید الدین شمس صاحب شامل ہوئے۔ مذکورہ پروگرام میں دیگر نمائندگان کے علاوہ خاکسار کو ۲۰ منٹ تقریر کا موقعہ ملا۔ خاکسار کی مکمل تقریر ٹی وی چینل MH1 پر Live نشر کی گئی۔ اس کے علاوہ اگلے دن بھی مذکورہ چینل کے علاوہ DD پنجابی ٹی وی چینل پر بھی نشر ہوئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں افراد تک اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ

ہماچل: ۱۴/اپریل ۲۰۱۳ء علاقہ کانگڑہ کے پنیالہ آشرم میں سوامی آدیش پوری جی کی طرف سے تین روزہ جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ جلسہ میں کئی سیاسی اور مذہبی لیڈر صاحبان شامل ہوئے۔ اس جلسہ میں خاکسار کو ۴۵ منٹ تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی افراد تک اسلام واحمدیت کا پیغام پہنچانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ خاکسار کی تقریر کے بعد مکرم سوامی آدیش پوری جی نے تمام سامعین کے سامنے جماعت کی بیحد تعریف کی۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ (تنویر احمد خادم نائب ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

اجتماعی دُعا وتقریب رختصانہ

۶ اپریل ۲۰۱۳ کو قادیان میں خاکسار کے بڑے بیٹے عزیزم آصف اقبال کی شادی خانہ آبادی مکرمہ عفیفہ تبسم صاحبہ بنت مکرم عبد الحفیظ صاحب اُستاد آف گلبرگہ کرناٹک کے ساتھ عمل میں آئی۔ محترم ناظر اعلیٰ صاحب نے تلاوت ونظم کے بعد اجتماعی دُعا کروائی۔ جس کے بعد رخصتی کی تقریب ہوئی۔ مورخہ ۹/اپریل ۲۰۱۳ کو بعد نماز عشاء قادیان میں عزیزم آصف اقبال صاحب کے ولیمہ کا اہتمام ہوا۔ احباب کی خدمت میں اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (مظفر احمد اقبال انچارج احمدیہ مرکزیہ لائبریری قادیان)

ओशो-आनंद
(भाग 101)
जीसस और मोजेज की कब्रें हिमालय में हैं !

بدر: سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام (۱۸۳۵۔۱۹۰۸) نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اس بات کا اعلان فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر انبیاء کی طرح وفات پا چکے ہیں اور آپ کی قبر محلہ خانیار سری نگر کشمیر میں موجود ہے۔ اس بات کی تائید کیلئے آپؑ نے قرآن مجید کی متعدد آیات، احادیث نبوی اور کئی تاریخی ثبوت و شواہد پیش فرمائے۔ اس موضوع پر آپ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' ۱۸۹۸ء میں تصنیف فرمائی۔ جس میں تاریخی ثبوتوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات اور ہجرت کشمیر اور یہیں وفات کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک صدی سے زائد عرصہ سے آپ کی اس تحقیق پر نئے سے نئے شواہد مل رہے ہیں۔ مندرجہ بالا حوالہ اس کڑی میں ایک نیا حوالہ ہے جو ہندو مذہب کے ایک مشہور مذہبی مفکر، دانشور، ''اوشو'' کی آپ بیتی سے لیا گیا ہے یہ واقعہ اخبار (روزنامہ آج کا آنند ہندی ممبئی ۲۸ مارچ ۲۰۱۳ بروز جمعرات صفحہ ۱۰۔ میں شائع ہوا ہے۔ اوشو ایک مشہور مذہبی رہنماء اور فلاسفر گنے جاتے ہیں۔ انہوں نے واقعہ پیش کیا ہے۔ (ایڈیٹر)

ترجمہ: سنہرہ بچپن:

ایک بدھ انسان کا باغیانہ بچپن: قسط: ۱۰۱) اوشو آنند

عیسیٰ اور موسیٰ کی قبریں ہمالیہ میں ہیں!

ترجمہ: مگاّ بابا کچھ مہینوں سے واپس نہیں آئے۔ انہوں نے اُنہیں اُن سب جگہوں پر تلاش کرنا شروع کیا جہاں وہ پہلے گئے تھے لیکن کسی کو اُن کے بارے میں کچھ نہیں پتہ تھا۔

اُس رات غائب ہونے سے پہلے اُنہوں نے مجھ سے کہا ''میں شاید تمہیں کھِل کر پھول بنتے ہوئے نہ دیکھ سکوں۔ لیکن میری دعا تمہارے ساتھ رہے گی۔ میرے لیے واپس آنا شائد ممکن نہ ہوگا۔ میں ہمالیہ جا رہا ہوں۔ میرے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتانا کہ میں کہاں جا رہا ہوں۔

جب وہ مجھے بتا رہے تھے کہ وہ ہمالیہ جا رہے ہیں تو وہ بہت خوش اور مسرور تھے۔ ہمالیہ ہمیشہ سے ایسے لوگوں کا گھر رہا ہے جنہوں نے تلاش کیا اور پایا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں ہیں کیونکہ ہمالیہ دنیا کا سب سے بڑا پہاڑی کا سلسلہ ہے لیکن ایک بار سفر کرتے ہوئے میں اُسی جگہ پہنچ گیا جہاں ان کی قبر تھی۔ بڑی عجیب بات ہے کہ وہ موسیٰ اور عیسیٰ کی قبر کے پاس ملی تھی۔ یہ دونوں آدمی بھی ہمالیہ میں دفن ہوئے ہیں۔ میں وہاں پر عیسیٰ کی قبر دیکھنے گیا تھا اور خوش قسمتی سے مجھے موسیٰ اور مگاّ بابا کی قبریں بھی مل گئیں۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کیونکہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مگاّ بابا اور موسیٰ اور عیسیٰ میں کوئی تعلق ہے۔

لیکن وہاں ان کی قبریں دیکھ کر فوراً میری سمجھ میں آ گیا کہ اُن کا چہرہ اتنا خوبصورت کیوں تھا اور وہ کیوں موسیٰ جیسے زیادہ دکھائی دیتے تھے۔ ہندو جیسے نہیں۔ شاید وہ گمشدہ قبیلے کے تھے جسے موسیٰ نے اسرائیل جاتے ہوئے کھو دیا تھا۔ اُس کھوئے ہوئے قبیلے کے لوگ ہمالیہ میں کشمیر میں بس گئے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ صحیح اسرائیلی تلاش کرنے میں یہ قبیلہ موسیٰ سے زیادہ کامیاب رہا۔ موسیٰ نے جو اسرائیل میں کھوجا وہ تو بالکل ریگستان تھا، بالکل بیکار۔ انہوں نے جو کشمیر میں تلاش کیا وہ حقیقت میں پربھو (اللہ) کا باغیچہ تھا۔

موسیٰ وہاں گمشدہ قبیلے کو تلاش کرنے پہنچ گئے۔ عیسیٰ بھی وہاں اپنی نام نہاد صلیب کے بعد گئے تھے۔ میں اس کو نام نہاد کہہ رہا ہوں کیونکہ حقیقت میں ایسا ہوا نہیں، وہ زندہ رہے، کراس پر چھ گھنٹے لٹکنے کے بعد مرے نہیں تھے۔ صلیب پر چڑھانے کا یہودیوں کا طریقہ اتنا قدیم اور جنگلی تھا کہ آدمی کے مرنے میں ۳۶ گھنٹے لگتے تھے۔ عیسیٰ کے ایک امیر شاگرد نے کسی طرح یہ انتظام کر دیا تھا کہ اُن کو جمعہ کے دن صلیب پر چڑھایا جائے۔ یہ سب منظم تھا کیونکہ ہفتہ کے دن یہودی کوئی کام نہیں کرتے نہ کسی کام کو ادھورا چھوڑتے ہیں کیونکہ ہفتہ اُن کا مقدس دن ہے۔ اس لیے عیسیٰ کو عارضی طور سے صلیب سے اُتار کر ایک غار میں کچھ وقت کیلئے یعنی سوموار تک کیلئے رکھ دیا گیا۔ لیکن اس درمیان غار میں سے وہ چُرا لیے گئے۔

عیسائی یہی کہانی ہے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ صلیب پر سے اُتارے جانے کے بعد رات کو جب وہ غار میں تھے تو اُن کو اسرائیل سے باہر لے جایا گیا۔ اُن کا بہت خون بہہ چکا تھا۔ پھر بھی وہ زندہ تھے۔ اُن کو ٹھیک ہونے میں کچھ دن لگے لیکن وہ بالکل اچھے ہو گئے۔ اور وہ کشمیر کے ایک چھوٹے سے گاؤں پہلگام میں ۱۱۲ سال تک زندہ رہے۔ انہوں نے پہلگام کو اس لیے چنا کہ انہیں موسیٰ کی قبر وہاں ملی۔ اُن سے پہلے موسیٰ وہاں گئے تھے۔ اپنے کھوئے ہوئے قبیلے کو ڈھونڈنے۔ قبیلہ تو مل گیا اور کشمیر کو دیکھنے کے بعد ان کو معلوم ہوا کہ کشمیر کے مقابلہ میں اسرائیل کچھ بھی نہیں۔ کوئی دوسری جگہ نہیں ہے جس کا کشمیر سے مقابلہ کیا جا سکے۔ وہ وہیں پر بس گئے اور وہیں پر مرے۔ میرا مطلب ہے کہ موسیٰ اور عیسیٰ اپنے محبوب شاگرد تھامس کے ساتھ کشمیر گئے تو انہوں نے تھامس کو بھارت میں اپنے راستے کا پیغام دینے کیلئے بھیج دیا وہ خود بھی موسیٰ کی قبر کے پاس تا حیات رہے۔

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پونچھ زون

الحمدُ للہ کہ جماعت احمدیہ پونچھ زون کو مختلف جماعتوں میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منعقد کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ 19 مارچ 2013 کو مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد شمالی ہند کی آمد پر جماعت احمدیہ درہ دلیاں نے پر جوش موصوف کا استقبال کیا۔ دوپہر 12 بجے موصوف کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ تلاوت مکرم محمد معروف صاحب نے اور نظم مکرم محمد فاروق صاحب زونل قائد پونچھ زون نے خوش الحانی سے پڑھی۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر فاروق احمد فرید نگران معلمین ارشاد وقف جدید پونچھ زون نے کی۔ دوسری تقریر مکرم اورنگ زیب راتھر صاحب زونل امیر پونچھ نے کی۔ اس کے بعد ایک نظم عزیزم احسن فرید نے پیش کی۔ آخر پر مہمان خصوصی و صدر جلسہ کے صدارتی خطاب اور دُعا کے جلسہ اختتام پزیر ہوا۔

20 مارچ 2013 کو جماعت احمدیہ منکوٹ میں ایک تربیتی میٹنگ ہوئی۔ اسی روز شام کو جماعت احمدیہ چھونگا، پٹھانہ تیر، سلواہ کا مشترکہ اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد شمالی ہند نے کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم اورنگ زیب راتھر صاحب زونل امیر پونچھ نے کی۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے بعد اجلاس اختتام پزیر ہوا۔

21 مارچ 2013 کو جماعت احمدیہ گُرسائی و مسوری والا کا مشترکہ اجلاس گُرسائی میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد شمالی ہند نے کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم اورنگ زیب راتھر صاحب زونل امیر پونچھ نے کی۔ مہمان خصوصی و صدر جلسہ کے صدارتی خطاب اور بعد دُعا کے بعد جلسہ اختتام پزیر ہوا۔

22 مارچ 2013 کو جماعت احمدیہ شیندرہ میں جماعتی وفد کا پر جوش استقبال کیا گیا۔ صبح 10:30 سے 12:00 بجے تک جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی صدارت مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد شمالی ہند نے کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم اورنگ زیب راتھر صاحب زونل امیر پونچھ نے کی۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے بعد اجلاس اختتام پزیر ہوا۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی فرمائے اور ہماری خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین

(فاروق احمد فرید نگران معلمین ارشاد وقف جدید پونچھ زون)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

تربیتی دورہ

راجوری۔ ۱۴ مارچ تا ۱۸ مارچ ۲۰۱۳ محترم مولانا عنایت اللہ صاحب منڈاشی نے راجوری کی مندرجہ ذیل جماعتوں کا تربیتی دورہ کیا جس میں موصوف نے وہاں کی درج ذیل جماعتوں میں تربیتی امور کا جائزہ لیا اور نہایت کامیاب تربیتی اجلاسات منعقد کئے۔ اللہ تعالیٰ اس دورہ کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے آمین۔

جماعت احمدیہ لوہرکوٹ، بڈھانوں، راجوری، ارتال، کالابن، دہری ریلوٹ، چارکوٹ، اور ہموسان۔

(این اے بھٹی۔ زونل امیر جماعت احمدیہ راجوری)

پندرہ روزہ تربیتی کیمپ موسی بنی مائنز

یکم فروری 2013 بعد نماز فجر ۱۵ روزہ تربیتی کیمپ کا آغاز ہوا۔ اس تربیتی پروگرام میں جماعت احمدیہ موسیٰ بنی کے تمام انصار، خدام، اطفال شامل ہوئے۔ اس تربیتی کیمپ میں اسلام کی بنیادی تعلیمات جماعت احمدیہ کے عقائد سکھائے گئے۔ پروگرام کے آخری دن شاملین کو انعامات دیئے گئے۔ تربیتی کیمپ میں چارصد افراد کی حاضری تھی۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول کرے۔ (مزمل نیاز معلم ارشاد وقف جدید)

پلاٹینم جوبلی مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے تحت مختلف پروگرام

کٹاکشہ پور: مجلس خدام الاحمدیہ کٹاکشہ پور کی جانب سے پلاٹینم جوبلی کے تحت ۲ فروری کو علمی مقابلہ جات کروائے گئے ۹ فروری کو نماز تہجد کے ساتھ جلسہ کے پروگرام شروع ہوئے۔ تقسیم انعامات اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

بدام: پلاٹینم جوبلی مجلس خدام الاحمدیہ منائی گئی ۳ فروری کو بعد نماز مغرب خدام کا علمی مقابلہ کروایا گیا۔ چار فروری کو باجماعت نماز تہجد ادا کی گئی اس موقع پر خدام کی طرف سے مقامی جماعت میں غرباء کی امداد کی گئی اور بعد نماز مغرب خدام و اطفال کا اجلاس ہوا۔ تلاوت قرآن کے بعد خاکسار محمد اکبر نے خدام الاحمدیہ کی اغراض، قیام و ذمہ داریوں کے موضوع پر خطاب کیا۔ دُعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اسی طرح جماعت احمدیہ نیرہ گنڈہ، جنگ پلی میں بھی پلاٹینم جوبلی کے پروگرام منعقد ہوئے۔

(محمد اکبر، کٹاکشپور۔ ورنگل)

سورو (اُڈیشہ) نماز تہجد کے ساتھ پلاٹینم جوبلی کے پروگراموں کا آغاز ہوا۔ نماز فجر کے بعد وقار عمل ہوا۔ بعد ازاں ۹ بجے سے اطفال الاحمدیہ کے ورزشی مقابلے شروع ہوئے۔ اور ایک کلوجمیعا بھی رکھا گیا۔ اس موقعہ پر احمدیہ مسجد میں چراغاں کیا گیا۔ (عبد الودود خان۔ صدر جماعت احمدیہ سورو)

کبیرہ: ۱۴؍فروری ۲۰۱۳ء سے پلاٹینم جوبلی کے پروگرام شروع کئے گئے۔ شام سے مسجد میں چراغاں کیا گیا۔ ۱۵؍فروری کو باجماعت نماز تہجد پڑھی گئی۔ کبیرہ کے خدام واطفال کی طرف سے قربانی کی گئی۔ صبح ساڑھے نو بجے سے خدام واطفال کے مشترکہ ورزشی مقابلے شروع ہوئے۔ نماز جمعہ کے بعد اجتماعی طعام میں تمام خدام واطفال شامل ہوئے۔ بعد ازاں اطفال کا مقابلہ کوئز کروایا گیا۔ نماز عصر کے بعد جلسہ پلاٹینم جوبلی منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد پہلی تقریر مکرم نصیر محمود صاحب زونل قائد نے خلافت کی برکت کے عنوان پر کی۔ دوسری تقریر خاکسار مرزا انعام الکبیر نے مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ کے قیام کی اغراض ومقاصد کے موضوع پر کی۔ صدر اجلاس کے اختتامی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (مرزا انعام الکبیر معلم سلسلہ)

کیرنگ: ۹ فروری ۲۰۱۳ نماز فجر و درس کے بعد ۷ بجے احمدیہ گراؤنڈ میں خاکسار کی زیر صدارت پروگرام کا آغاز ہوا۔ جس میں تلاوت قرآن مجید کے بعد مہمان خصوصی مکرم حبیب الرحمن صاحب نے تقریر کی۔ آخر پر خاکسار نے دعا کروا کر کھیلوں کے پروگرام کا آغاز کروایا۔ شام تک کھیلوں کا پروگرام جاری رہا۔ ۱۰ فروری ۲۰۱۳ء کو بھی مختلف ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ الحمد للہ اس پلاٹینم جوبلی خدام الاحمدیہ کے پروگرام میں ۱۰ جماعتوں سے ۲۰۰ سے زائد خدام شامل ہوئے اور فٹ بال میں کل ۸ ٹیموں نے شرکت کی اور کرکٹ میں بھی ۸ ٹیموں نے حصہ لیا۔ اس روحانی پروگرام کی اختتامی تقریب ۱۰ فروری ۲۰۱۳ کو بعد نماز مغرب وعشاء جامع مسجد کیرنگ میں خاکسار کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ مکرم حبیب الرحمن خان صاحب ومکرم مولوی سید کلیم الدین صاحب مربی سلسلہ اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان نے خطاب فرمایا۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام کی تشہیر مختلف ٹی وی چینلوں پر ہوئی۔

(عبد الودود خان نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ ۱۶

احمدی مسلمان ہی ہیں جو اس دعوی کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم حقیقی مسلمان ہیں، ہم حقیقی مؤمن ہیں، کیونکہ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے۔ کیونکہ ہم نے اسلام کی حقیقی تعلیم سے، آگاہی حاصل کی ہے اور صرف ذوقی اور علمی آگاہی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی زمانے کے امام کو مان کر حاصل نہیں کی بلکہ ہم ان احکامات پر کاربند ہونے کا عملی نمونہ بننے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔

پس ہمیں یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک ہم انصاف پر قائم ہیں، کس حد تک ہم سچائی پر قائم ہیں۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذمہ جو دنیا کو امن اور سلامتی کا پیغام پہنچانے کی ذمہ داری ڈالی ہے، اُس کے لئے ہر سطح پر ہمیں انصاف کو قائم کرنا ہوگا۔ سچائی کو قائم کرنا ہوگا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات کو گہرائی میں جا کر جاننے اور اُن پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے تا کہ جہاں ہم اپنے گھروں اور اپنے معاشرے کو انصاف پر قائم رکھتے ہوئے جنت نظیر بنائیں، وہاں اسلام کی خوبصورت تعلیم کی روشنی میں تبلیغ کا حق بھی ادا کرنے والے ہوں۔ دنیا پر حقیقی انصاف کی تعلیم واضح کر کے اُسے تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے والے ہوں۔

بڑی خوفناک تباہی کی طرف دنیا بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ نہ مسلمانوں میں انصاف رہا ہے، نہ غیر مسلموں میں انصاف رہا ہے اور نہ صرف انصاف نہیں رہا، بلکہ ظلموں کی انتہاؤں کو چھو رہے ہیں سب۔ پس ایسے وقت میں دنیا کی آنکھیں کھولنے اور ظلموں سے باز رہنے کی طرف توجہ دلا کر تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کا کردار صرف جماعت احمدیہ ہی ادا کرسکتی ہے جہاں اس کے لیے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے دائرے میں عملی کوشش کرنی چاہئے۔ عملی کوشش کے ساتھ ہمیں دعاؤں کی طرف بھی بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ مسلمان ممالک کی ناانصافیوں اور شامتِ اعمال نے جہاں اُن کو اندرونی فسادوں میں مبتلا کیا ہوا ہے وہاں بیرونی خطرے بھی بہت تیزی سے اُن پر منڈلا رہے ہیں، بلکہ اُن کے دروازوں تک پہنچ چکے ہیں۔ بظاہر لگتا ہے کہ بڑی جنگ منہ پھاڑے کھڑی ہے اور دنیا اگر اُس کے نتائج سے بے خبر نہیں تو لاپرواہ ضرور ہے۔

پس ایسے میں غلامانِ مسیح محمدی کو اپنا کردار ادا کرتے ہوئے دنیا کو تباہی سے بچانے کے لیے دعاؤں کا حق ادا کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا حق ادا کرنے والا بنائے۔ اور دنیا کو تباہی سے بچالے۔

❁❁❁

بڈھانوں: ۳ فروری ۲۰۱۳ کو خاکسار کی زیر صدارت جلسہ پلاٹینم جوبلی منعقد ہوا۔ تلاوت، نظم اور عہد مجلس کے بعد پہلی تقریر مولوی عبد الحفیظ صاحب معلم سلسلہ نے کی۔ دوسری تقریر مکرم ظہیر احمد صاحب نے پلاٹینم جوبلی کے مقاصد کے موضوع پر کی۔ آخر پر خاکسار نے صدارتی خطاب کیا اور دُعا کے ساتھ یہ جلسہ برخاست ہوا۔ (مختار احمد محمود بھٹی۔ بڈھانوں)

ہبلی: (کرناٹک) ۳ فروری ۲۰۱۳ کو پلاٹینم جوبلی مجلس خدام الاحمدیہ کے حوالہ سے ورزشی پروگرام منعقد کیے گئے اور ۴ فروری کو نماز تہجد باجماعت کے ساتھ پروگرام کا آغاز ہوا۔ فجر کے بعد خصوصی درس کا اہتمام کیا گیا۔ بعد نماز ظہر وعصر جلسہ منعقد کیا گیا جس میں تلاوت قرآن کریم اور نماز کے بعد مختلف تقاریر ہوئیں۔ آخر پر صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔ اس روحانی پروگرام کے تحت ہر گھر میں حضور انور کی خلافت جوبلی دُعاؤں کا چارٹ تقسیم کیا گیا۔ (فضل حق خان مبلغ سلسلہ سرکل انچارج ہبلی)

یلبرگہ (کرناٹک) سرکل یلبرگہ میں مندرجہ ذیل جماعتوں میں پلاٹینم جوبلی پروگرام کا آغاز نماز تہجد سے کیا گیا۔ نماز فجر اور درس کے بعد مختلف مقامات میں خدام اطفال کے ساتھ انصار بھی وقار عمل میں شامل ہوئے۔ جس میں مسجد کے ساتھ ساتھ گاؤں کے گلی، اسکول وغیرہ بھی شامل ہیں۔ پلاٹینم جوبلی کے تحت اکثر جماعتوں میں ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ جس میں کبڈی، ۱۰۰ میٹر دوڑ، رسہ کشی اور ہلکی کھیلیں گئیں۔ ہندو نوجوان بھی ان پروگراموں میں شامل ہوئے۔ رام پور، بنی گوڑ، بلوٹگی، گدگیری، چلمیا گیری وغیرہ جماعتوں کے مقابلہ جات ہوئے۔ علمی مقابلے بھی ہوئے اور ایک مشترکہ اجلاس بھی منعقد ہوا اس موقع پر مختلف تقاریر ہوئیں۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (شیخ بشارت احمد، کرناٹک)

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian
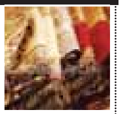
کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji
Ph.: 08479-240269, 09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES & AUTO ELECTRICALS
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Battery Re-build & all Vehicles Automobiles, Electrical Job work undertaken
Opp. S.B.H., B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Dt. Yadgir, Karnataka

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9464066686
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 62 Thursday 9 May 2013 IssueNo. 19

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar

ہر سطح پر تقویٰ اور عدل کا قیام ہر احمدی کی اولین ذمہ داری ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26 اپریل 2013 بمقام مسجد بیت الفتوح ماڈرن لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝ (النساء:۱۳۶)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ (المائدۃ:۱۰۔۱۱)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ۔ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب، دونوں کا اللہ ہی بہترین نگہبان ہے۔ پس اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو، مبادا عدل سے گریز کرو۔ اور اگر تم نے گول مول بات کی یا پہلوتہی کر گئے تو یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے بہت باخبر ہے۔

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو، یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

اللہ نے اُن لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے کہ اُن کے لیے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مخالفینِ اسلام وقتاً فوقتاً اسلام اور مسلمانوں پر غیر مسلموں کے لیے شدت پسندی اور بغض و کینہ دلوں میں پیدا ہونے یا پیدا کرنے کا الزام لگاتے رہتے ہیں۔ ہر دہشت گردی کا واقعہ جو ہوتا ہے دنیا میں، چاہے جو مسلمان کہلانے والے ہیں، اُن کی طرف سے ہوا ہو، یا کسی اور کی طرف سے، یا جو کارروائی بعض نام نہاد اسلام پسند گروہ یا جہادی تنظیمیں کرتی ہیں، اُنہیں اسلامی تعلیم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اور پھر قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو انتہائی لغو اور بیہودہ الفاظ میں نشانہ بنایا جاتا ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے زمانے کے امام اور عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت ہے جو مخالفینِ اسلام کے ہر الزام کو قرآنِ کریم کی تعلیم کی روشنی میں ردّ کرتی ہے، اور ہر بیہودہ گوئی کا جواب دے کر مخالفینِ اسلام کو اُن کا آئینہ دکھاتی ہے۔ ہماری طرف سے علاوہ قرآنِ کریم کی مختلف آیات کے جو اس شدت پسندی وغیرہ کے لیے پیش کی جاتی ہیں، یہ آیات بھی ہیں جو میں نے تلاوت کی ہیں، ان آیات میں اسلام کی انصاف پسند اور انتہائی اعلیٰ معیار کی تعلیم موجود ہے۔

یہ ایسی اعلیٰ تعلیم ہے کہ ہر انصاف پسند غیر مسلم اس تعلیم کو سن کر اس تعلیم کی تعریف کیے بغیر نہیں رہتا لیکن ساتھ ہی یہ سوال بھی کرتا ہے کہ اس تعلیم پر عمل کہاں ہے؟ جو لوگ افرادِ جماعت کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں، وہ جانتے بھی ہیں، غیر مسلم، اور عموماً کہتے بھی ہیں کہ ٹھیک ہے، تمہاری جماعت کے افراد میں اس تعلیم کی جھلک نظر آتی ہے، لیکن تم تو مسلمانوں میں ایک بہت قلیل جماعت ہو، بہت تھوڑی سی جماعت ہو، اسلام کی عمومی تصویر تو ہم نے مسلمانوں کے دوسرے فرقوں میں ہی دیکھنی ہے۔ ان لوگوں کو افرادِ جماعت جن سے بھی ان کا واسطہ ہے اپنے اپنے فہم کے مطابق جواب دیتے ہیں اور عموماً غیروں پر اس کا اچھا اثر بھی ہے۔ لیکن ہمیں حقیقت پسند ہونے کی بھی ضرورت ہے اور اپنے جائزے لینے کی بھی ضرورت ہے۔

جب میں غیروں کے جماعت کے حق میں تبصرے سنتا ہوں، اور جب بھی غیر مسلموں کے سامنے اسلام کی خوبصورت تعلیم پیش کرتا ہوں تو ساتھ ہی یہ فکر بھی پیدا ہوتی ہے، اس طرف توجہ پیدا ہوتی ہے کہ ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم کس حد تک اس تعلیم پر عمل کر رہے ہیں۔ صرف ہم دنیا کے سامنے یہ خوبصورت تعلیم رکھ کر عارضی طور پر اعتراض کرنے والوں کا منہ بند تو نہیں کر رہے ہیں، اور جب وقت آئے اور دنیا ہمیں پرکھے تو اس تعلیم کا اعلیٰ معیار ہم میں موجود نہ ہو۔ کسی بھی جماعت کی سچائی کا پتا یا کسی بات کی صداقت کا ثبوت اُس وقت ملتا ہے جب اپنی ذات پر ایسے حالات آئیں جو ہمیں مشکل میں ڈالنے والے ہوں اور پھر ہم میں سے ہر ایک اپنی ذات کو مشکل میں ڈال کر خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اُس کی تعلیم پر اُس کے احکامات پر عمل کرنے والا ہو۔

احمدی کی طرف سے اسلام کی خوبصورت تعلیم کا بیان صرف ایک احمدی کی ذات کو تعریف کے قابل نہیں بناتا بلکہ ایک امن پسند، انصاف پر قائم رہنے والی اور سچائی کا اظہار کرنے والی اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے والی جماعت کا تصور غیروں کے سامنے اُبھرتا ہے اور اُبھرنا چاہئے۔ اور اگر کوئی احمدیوں کے قول و فعل میں تضاد دیکھتا ہے تو وہ یہ نہیں کہے گا کہ فلاں شخص کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے، یا اُس میں سچائی کا فقدان ہے یا وہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتا۔ بلکہ فوری طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ دیکھو، فلاں احمدی ہے، دعوے تو اپنی نیکیوں کے یہ لوگ بڑے کرتے ہیں، جماعت اپنے آپ کو بڑا انصاف کے قیام کا علمبردار اس زمانے میں سمجھتی ہے لیکن اس میں شامل لوگ ایسے ایسے ظلموں میں ملوث ہیں۔

پس ایک احمدی اپنے عمل سے جماعت احمدیہ کی ایک image یا تصویر خراب کر رہا ہوتا ہے، ایک غلط تأثر قائم کر کے جماعت کی بدنامی کا باعث بن رہا ہوتا ہے اور اس وجہ سے وہ زیادہ گنہگار ٹھہرتا ہے کہ دعویٰ نیکیوں کا ہے اور عمل کچھ اور ہے۔ یہ فکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی تھی، جس وجہ سے آپ نے فرمایا تھا کہ ہماری طرف منسوب ہو کر پھر ہمیں بدنام نہ کرو۔

سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ ان آیات میں بیان شدہ معیاروں کے حصول کی کوشش ہر سطح پر اپنے گھروں میں بھی، اپنے معاشرے میں بھی، اپنوں کے ساتھ بھی، غیروں کے ساتھ بھی اور دشمنوں کے ساتھ بھی تعلقات میں ہونی چاہئے۔ تبھی حقیقی مؤمن ہم بن سکتے ہیں، تبھی اس زمانے کے امام کے ساتھ جڑنے کے دعوے اور اعلان میں ہم حق بجانب کہلا سکتے ہیں، ورنہ ہمارے دعوے کھوکھلے ہوں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو ہم سے ہمارے متعلق فکر تھی، کہیں بدنام نہ کرنے والے بن جائیں، پہلی بات جس کا یہاں حکم دیا گیا ہے، یہ کہ ہمارے ہر معاملے میں گواہی خدا تعالیٰ کی خاطر ہونی چاہئے۔ خدا تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ہونی چاہئے۔

حقیقی مؤمن کو حکم ہے کہ خدا کی رضا کو مقدم کرو اور باقی سب باتیں اُس کے تابع کرو۔ اور یہ اُس وقت ہو گا جب اتنی جرأت پیدا ہو جائے کہ اپنے خلاف بھی گواہی دینے سے انسان گریز نہ کرے، اس کی کچھ بھی پرواہ نہ ہو کہ حق بات بتانے کی وجہ سے سچی گواہی کی وجہ سے مجھے کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ ہماری سوچ یہ ہونی چاہئے کہ حق بات پر قائم رہنے کے لیے، انصاف پر قائم رہنے کے لیے ہمیں اپنے ماحول اور اپنے عزیزوں، بزرگوں کی ناراضگی بھی مول لینی پڑے تو ہم لے لیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا ایک واقعہ آتا ہے جہاں آپ کو گواہی دینی پڑی۔ زمینداری کا معاملہ تھا اور جو مزارعین تھے، اُن کے ساتھ جھگڑا تھا درختوں کا، وہ جانتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ سچائی پر قائم رہتے ہوئے گواہی دیں گے، حالانکہ آپ کے والد کا اور آپ کی خاندان کی جائیداد کا معاملہ تھا، زمین کا معاملہ تھا، کوئی درختوں کی ملکیت کا معاملہ تھا۔ جب آپ کو بلایا گیا تو آپ نے جج کے سامنے یہی کہا کہ میرے نزدیک ان لوگوں کا ہی حق بنتا ہے اور ان کو انکا یہ حق ملنا چاہئے۔ اس کی وجہ سے آپ کے خاندان والے، آپ کے والد ناراض بھی ہوئے، لیکن آپ نے کہا جو میں نے حق سمجھا، جو سچی چیز سمجھی وہ میں نے گواہی دے دی۔ تو یہ معیار ہیں جو زمانے کے امام نے ہمارے سامنے پیش کیے اور یہ معیار ہیں جو ہمیں اب، قائم کرنے چاہئیں، اور یہی معیار ہیں جن کو حاصل کرنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تلقین فرمائی ہے۔

سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ آج دنیا میں انصاف قائم کرنے، سچائی کو پھیلانے، امن اور سلامتی کی ضمانت بننے کا کام مسلسل اور باریک در باریک پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے کرنا ایک مؤمن کا کام ہے، ایک حقیقی احمدی کا کام ہے۔ اس زمانے میں

(باقی صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان